اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ
القران الحکیم ۲:۲۵۸

AHMADIYYA
MOVEMENT IN ISLAM
United States of America

النّور

صلح-تبلیغ ۱۴۰۴ ہش
جنوری-فروری ۲۰۲۵ء

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

Al-Nur, USA

Muslims who believe in the Messiah Mirza Ghulam Ahmad[as] of Qadian

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

میں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ جس کا مرکز قادیان پنجاب ہندوستان ہے خدا کی رضا کے حصول کے لئے اور اس غرض سے کہ خدا تعالیٰ کا ذکر انگلستان میں بلند ہو اور انگلستان کے لوگ بھی اس برکت سے حصہ پاویں جو ہمیں ملی ہے آج ۲۰ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ کو اس مسجد کی بنیاد رکھتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمام جماعت احمدیہ کے مردوں اور عورتوں کی اس مخلصانہ کوشش کو قبول فرمائے اور اس مسجد کی آبادی کے سامان پیدا کرے اور ہمیشہ کے لئے اس مسجد کو نیکی تقویٰ ۔ انصاف اور محبت کے خیالات پھیلانے کا مرکز بنائے اور یہ جگہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت احمد مسیح موعود نبی اللہ بروز و نائب محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کی نورانی کرنوں کو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں پھیلانے کے لئے روحانی سورج کا کام دے اے خدا تو ایسا ہی کر

۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء

مسجد فضل لندن کی تعمیر میں بنیادی پتھر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی یہ تحریر کندہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ البقرہ ۲۵۸

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

النُّور

Al-Nur ریاستہائے متحدہ امریکہ

جلد 47 | صلح۔تبلیغ 1404 ہش — جنوری۔فروری 2025ء — رجب۔شعبان 1446 ہجری | شمارہ 1 تا 2

اس شمارے میں

گواہ کے طور پر اللہ بہت کافی ہے 2

توبہ استغفار اور اللہ تعالیٰ کے بارہ میں حسنِ ظن 3

خدا کو اپنا حقیقی محبوب قرار دے کر اس کی پرستش کرنا یہی ولایت ہے جس سے آگے کوئی درجہ نہیں 4

عیسائیوں سے خطاب 5

تری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائیں گے ہم 6

مسجد فضل لندن میں پہلا خطبہ جمعہ 7

زمینِ کفر میں اللہ اکبر کی ندا کرنا 9

ویمبلے کانفرنس 1924ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی شرکت اور پُر شوکت خطاب 10

خلافت... قدرتِ ثانیہ 13

مسجد فضل لندن۔ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا نشان 14

فضلِ عمرؓ ہمارا 21

رہے گھر خدایا یہ آباد تیرا 22

روحانی فتوحات کا سفر، 1924ء 24

دشمنانِ حق سے خطاب 40

اولوالعزم نے بار سارے اٹھائے 41

کر دیا ظلمت میں دینِ مصطفیٰؐ کو ضوفشاں 41

مرکزِ شرک سے آوازۂ توحید اٹھا دیکھنا دیکھنا مغرب سے ہے خورشید اٹھا

نور کے سامنے ظلمت بھلا کیا ٹھہرے گی جان لو جلد ہی اب ظلم صنادید اٹھا

(الفضل 21 ستمبر 1920ء)

ادارتی بورڈ

نگران: ڈاکٹر مرزا مغفور احمد، امیر جماعت احمدیہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ

مشیر اعلیٰ: اظہر حنیف، مبلغ انچارج، ریاستہائے متحدہ امریکہ

مینجمنٹ بورڈ: انور خان (صدر)، سیّد ساجد احمد، محمد ظفر اللہ ہنجرا، سید شمشاد احمد ناصر، سیکرٹری تربیت، سیکرٹری تعلیم القرآن، سیکرٹری امور عامہ، سیکرٹری رشتہ ناتا

مدیر اعلیٰ: امۃ الباری ناصر

مدیر: حسنیٰ مقبول احمد

ادارتی معاونین: ڈاکٹر محمود احمد ناگی، طاہرہ زرتشت، زاہدہ ظہیر ساجد

سرورق: لطیف احمد

لکھنے کا پتہ:
Al-Nur@ahmadiyya.us
Editor Al-Nur, 15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905

گواہ کے طور پر اللہ بہت کافی ہے

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ۝ (سورۃ الفتح 48: آیت 29)

اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ:

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیۃً غالب کر دے۔ اور گواہ کے طور پر اللہ بہت کافی ہے۔

تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا اور اس کی انجیل توریت کی فرع ہے اور یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے۔ اگر وہ حامد ہیں تو وہ احمد ہے۔ اور اگر وہ محمود ہیں تو وہ محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لیے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتدا سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی حضرت مسیح پیشگوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اُس کا محل اور مورد ہے یعنی روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے۔ گو اس کی زندگی میں یا بعد وفات ہو اور اگرچہ دین اسلام اپنے دلائل حقہ کے رو سے قدیم سے غالب چلا آیا ہے اور ابتدا سے اس کے مخالف رُسوا اور ذلیل ہوتے چلے آئے ہیں لیکن اس غلبہ کا مختلف فرقوں اور قوموں پر ظاہر ہونا ایک ایسے زمانہ کے آنے پر موقوف تھا کہ جو باعث کھل جانے راہوں کے تمام دنیا کو ممالک متحدہ کی طرح بناتا ہو اور ایک ہی قوم کے حکم میں داخل کرتا ہو اور تمام اسباب اشاعت تعلیم اور تمام وسائل اشاعتِ دین کے بتمام تر سہولت و آسانی پیش کرتا ہو اور اندرونی اور بیرونی طور پر تعلیم حقانی کے لیے نہایت مناسب اور موزوں ہو۔

(براہین احمدیہ چہار حصص، روحانی خزائن، جلد 1 صفحہ 593-594، حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

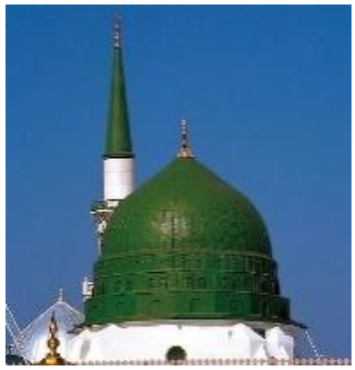

توبہ استغفار اور اللہ تعالیٰ کے بارہ میں حسنِ ظن

”عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ يُغَرْغِرْ۔

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب فضل التوبۃ والاستغفار وماذکر 3537)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول کر لیتا ہے جب تک بندے پر غرغرہ کی حالت طاری نہ ہو۔

عَنْ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ،حَدَّثَ أَنَّ رجُلاً قَالَ واللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلانٍ، وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَتَأَلّٰى عَلَيَّ أَنْ لا أَغْفِرَ لِفُلَانٍ،فَإِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ، وأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ۔

(مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب النھی عن تقنیط الانسان من رحمۃ اللہ، 4739)

حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم ہے کہ اللہ فلاں کو نہیں بخشے گا اور اللہ فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ پر قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا میں نے فلاں کو بخش دیا اور تیرے عمل کو ضائع کر دیا۔

(ترجمہ از حدیقۃ الصالحین، صفحہ 169، مرتبہ حضرت ملک سیف الرحمٰن، اشاعت 2019ء، اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ)

خدا کو اپنا حقیقی محبوب قرار دے کر اس کی پرستش کرنا یہی ولایت ہے جس سے آگے کوئی درجہ نہیں

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

عزیز خدا کا نام ہے وہ اپنی عزّت کسی کو نہیں دیتا مگر اُنہیں کو جو اُس کی محبت میں کھوئے گئے ہیں۔ ظاہر خدا کا نام ہے وہ اپنا ظہور کسی کو نہیں بخشتا مگر اُنہیں کو جو اُس کے لئے بمنزلہ اُس کی توحید اور تفرید کے ہیں اور ایسے اُس کی دوستی میں محو ہوئے ہیں جو اَب بمنزلہ اُس کی صفات کے ہیں۔ وہ ان کو نور دیتا ہے اپنے نور میں سے اور علم دیتا ہے اپنے علم میں سے تب وہ اپنے سارے دل اور ساری جان اور ساری محبت سے اُس یارِ یگانہ کی پرستش کرتے ہیں اور اُس کی رضا کو ایسا چاہتے ہیں جیسا کہ وہ خود چاہتا ہے۔ انسان خدا کی پرستش کا دعویٰ کرتا ہے مگر کیا پرستش صرف بہت سے سجدوں اور رکوع اور قیام سے ہو سکتی ہے یا بہت مرتبہ تسبیح کے دانے پھیرنے والے پرستارِ الٰہی کہلا سکتے ہیں بلکہ پرستش اُس سے ہو سکتی ہے جس کو خدا کی محبت اس درجہ پر اپنی طرف کھینچے کہ اس کا اپنا وجود درمیان سے اُٹھ جائے اوّل خدا کی ہستی پر پورا یقین ہو اور پھر خدا کے حُسن و احسان پر پوری اطلاع ہو اور پھر اُس سے محبت کا تعلق ایسا ہو کہ سوزشِ محبت ہر وقت سینہ میں موجود ہو اور یہ حالت ہر ایک دم چہرہ پر ظاہر ہو اور خدا کی عظمت دل میں ایسی ہو کہ تمام دنیا اُس کی ہستی کے آگے مُردہ متصوّر ہو اور ہر ایک خوف اُسی کی ذات سے وابستہ ہو اور اُسی کی درد میں لذّت ہو اور اُسی کی خلوت میں راحت ہو اور اُس کے بغیر دل کو کسی کے ساتھ قرار نہ ہو۔ اگر ایسی حالت ہو جائے تو اس کا نام پرستش ہے مگر یہ حالت بجُز خدا تعالیٰ کی خاص مدد کے کیونکر پیدا ہو۔ اِسی لئے خدا تعالیٰ نے یہ دعا سکھلائی اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ (الفاتحہ:5)۔ یعنی ہم تیری پرستش تو کرتے ہیں مگر کہاں حقِ پرستش ادا کر سکتے ہیں جب تک تیری طرف سے خاص مدد نہ ہو۔ خدا کو اپنا حقیقی محبوب قرار دے کر اس کی پرستش کرنا یہی ولایت ہے جس سے آگے کوئی درجہ نہیں مگر یہ درجہ بغیر اس کی مدد کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کے حاصل ہونے کی یہ نشانی ہے کہ خدا کی عظمت دل میں بیٹھ جائے، خدا کی محبت دل میں بیٹھ جائے اور دل اُسی پر توکل کرے اور اُسی کو پسند کرے اور ہر ایک چیز پر اُسی کو اختیار کرے اور اپنی زندگی کا مقصد اُسی کی یاد کو سمجھے اور اگر ابراہیم کی طرح اپنے ہاتھ سے اپنی عزیز اولاد کے ذبح کرنے کا حکم ہو یا اپنے تئیں آگ میں ڈالنے کے لیے اشارہ ہو تو ایسے سخت احکام کو بھی محبت کے جوش سے بجالائے اور رضا جوئی اپنے آقائے کریم میں اس حد تک کوشش کرے کہ اُس کی اطاعت میں کوئی کسر باقی نہ رہے۔ (روحانی خزائن، جلد22، حقیقۃ الوحی، صفحات 54-55)

عیسائیوں سے خطاب

منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آؤ عیسائیو! اِدھر آؤ! — نورِ حق دیکھو! راہِ حق پاؤ!
جس قدر خوبیاں ہیں فرقاں میں — کہیں انجیل میں تو دِکھلاؤ!
سر پہ خالق ہے اُس کو یاد کرو — یونہی مخلوق کو نہ بہکاؤ!
کب تلک جھوٹ سے کرو گے پیار — کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ!
کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو! — کچھ تو لوگو! خُدا سے شرماؤ!
عشقِ دُنیا سَدا نہیں پیارو — اِس جہاں کو بقا نہیں پیارو
یہ تو رہنے کی جا نہیں پیارو — کوئی اِس میں رہا نہیں پیارو
اِس خرابہ میں کیوں لگاؤ دل — ہاتھ سے اپنے کیوں جلاؤ دل
کیوں نہیں تم کو دینِ حق کا خیال — ہائے سَو سَو اُٹھے ہے دِل میں اُبال
اَے عزیزو! سُنو کہ بے قرآں — حق کو ملتا نہیں کبھی اِنساں
جن کو اِس نور کی خبر ہی نہیں — اُن پہ اُس یار کی نظر ہی نہیں
ہے یہ فرقاں میں اِک عجیب اثر — کہ بناتا ہے عاشقِ دلبر
جس کا ہے نام قادرِ اکبر — اُس کی ہستی سے دی ہے پختہ خبر
کوئے دِلبر میں کھینچ لاتا ہے — پھر تو کیا کیا نشاں دکھاتا ہے
دِل میں ہر وقت نور بھرتا ہے — سینہ کو خوب صاف کرتا ہے
اُس کے اَوصاف کیا کروں میں بیاں — وہ تو دیتا ہے جاں کو اَور اِک جاں
وہ تو چمکا ہے نیّرِ اکبر — اُس سے انکار ہو سکے کیونکر
وہ ہمیں دِلستاں تلک لایا — اُس کے پانے سے یار کو پایا!
بحرِ حِکمت ہے وہ کلام تمام — عشقِ حق کا پِلا رہا ہے جام

تری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائیں گے ہم

منظوم کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بر موقع خرید زمین مسجد فضل لندن

تری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائیں گے ہم — مگر نہ چھوڑیں گے تجھ کو ہر گز نہ تیرے در پر سے جائیں گے ہم

تری محبت کے جرم میں ہاں جو پیس بھی ڈالے جائیں گے ہم — تو اس کو جانیں گے عین راحت نہ دل میں کچھ خیال لائیں گے ہم

سنیں گے ہر گز نہ غیر کی ہم نہ اس کے دھوکے میں آئیں گے ہم — بس ایک تیرے حضور میں ہی سرِ اطاعت جھکائیں گے ہم

جو کوئی ٹھوکر بھی مارے گا اس کو سہہ لیں گے ہم خوشی سے — کہیں گے اپنی سزا یہی تھی زباں پہ شکوہ نہ لائیں گے ہم

ہمارے حالِ خراب پر گو ہنسی انہیں آج آ رہی ہے — مگر کسی دن تمام دنیا کو ساتھ اپنے رُلائیں گے ہم

ہؤا ہے سارا زمانہ دشمن، ہیں اپنے بیگانے خوں کے پیاسے — جو تو نے بھی ہم سے بے رُخی کی تو پھر تو بس مر ہی جائیں گے ہم

یقیں دلاتے رہے ہیں دنیا کو تیری الفت کا مدتوں سے — جو آج تو نے نہ کی رفاقت کسی کو کیا منہ دکھائیں گے ہم

پڑے ہیں پیچھے جو فلسفے کے انہیں خبر کیا ہے کہ عشق کیا ہے — مگر ہیں ہم رَہرَوِ طریقت ثمارِ الفت ہی کھائیں گے ہم

سمجھتے کیا ہو کہ عشق کیا ہے یہ عشق پیار و کٹھن بلا ہے — جو اس کی فرقت میں ہم پہ گزری کبھی وہ قصہ سنائیں گے ہم

ہمیں نہیں عطر کی ضرورت کہ اس کی خوشبو ہے چند روزہ — بوئے محبت سے اس کی اپنے دماغ و دل کو بسائیں گے ہم

ہمیں بھی ہے نسبتِ تلمذ کسی مسیحاً نفس سے حاصل — ہؤا ہے بے جان گو کہ مسلم مگر اب اس کو جِلائیں گے ہم

مٹا کے نقش و نگارِ دیں کو یونہی ہے خوش دشمنِ حقیقت — جو پھر کبھی بھی نہ مٹ سکے گا اب ایسا نقشہ بنائیں گے ہم

خدا نے ہے خضرِ رَہ بنایا ہمیں طریقِ محمدؐی کا — جو بھولے بھٹکے ہوئے ہیں ان کو صنم سے لا کر ملائیں گے ہم

ہماری ان خاکساریوں پر نہ کھائیں دھوکا ہمارے دشمن — جو دیں کو ترچھی نظر سے دیکھا تو خاک ان کی اُڑائیں گے ہم

مٹا کے کفر و ضلال و بدعت کریں گے آثارِ دیں کو تازہ — خدا نے چاہا تو کوئی دن میں ظفر کے پرچم اُڑائیں گے ہم

خبر بھی ہے کچھ تجھے او ناداں! کہ مردُمِ چشمِ یار ہیں ہم — اگر ہمیں کج نظر سے دیکھا تو تجھ پہ بجلی گرائیں گے ہم

وہ شہر جو کفر کا ہے مرکز ہے جس پہ دینِ مسیح نازاں — خدائے واحد کے نام پر اک اب اس میں مسجد بنائیں گے ہم

پھر اس کے مینار پر سے دنیا کو حق کی جانب بلائیں گے ہم — کلامِ ربِّ رحیم و رحماں ببانگِ بالا سنائیں گے ہم

(اخبار الفضل جلد 7۔ 19 ستمبر 1920ء)

مسجد فضل لندن میں پہلا خطبہ جمعہ

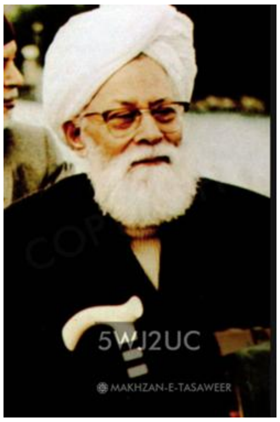

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ، 24/اکتوبر 1924ء

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا:

نوٹ: یہ خطبہ شیخ یعقوب علی عرفانی کا مرتب کردہ ہے۔ خطبہ کی ابتدا ٔ میں ان کی طرف سے درجِ ذیل نوٹ شائع ہؤا ہے۔ 19/اکتوبر کو جس مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ 24/اکتوبر کو اسی مسجد میں پہلا جمعہ حضرت خلیفہ المسیح نے پڑھایا۔ محراب کی چھوٹی سی دیواریں صرف کھڑی تھیں اور فرش زمین پر بچھایا گیا تھا۔ خطبہ جمعہ شروع ہو چکا تھا خادم اس وقت آ کر شریک ہؤا میں نے جہاں سے شروع کیا ہے کہ ابتدا کس طرح ہوئی اور غالباً چند فقرے ہی آپ نے بولے تھے!

آپ فرمارہے تھے:

جب ایسی ترقی ہو۔ اور ایسے حالات کے ماتحت ہو جو انسانی اندازہ اور قیاس و فکر کے خلاف ہو۔یعنی کوئی حالات اور اسباب ایسے نہ ہوں۔ جن کے ماتحت وہ ترقی ہو سکتی ہو۔ اور قبل از وقت اس ترقی کا اندازی اور قیاس کیا جا سکتا ہو۔ تو وہ ترقی خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام کے ماننے پر مجبور کر دیتی ہے۔ اور اس بات پر ایمان لانے کے لئے مجبور کرتی ہے کہ کوئی بالاتر ہستی ہے۔ اور وہ عالم الغیب اور مدبر بالارادہ ہستی ہے۔

قرآنِ کریم میں جن انبیاء کا ذکر آیا ہے۔ اور جو حالات ان کو پیش آئے۔ اور قبل از وقت ان مشکلات اور غیر موافق حالات میں انہوں نے جو خبریں اپنی ترقی اور کامیابی کے متعلق دیں اور یہ کہا کہ خدا نے ہم کو ایسا بتایا ہے۔ اور پھر باوجود خطرناک مخالفت اور شدید ترین مشکلات کے وہی ہؤا۔ جو خدا نے کہا تھا۔ جس کا انہوں نے خدا کے نام سے اعلان کیا تھا۔ تو ان ترقیات کو دیکھ کر انسان حیران ہو جاتا ہے۔ اور آج بھی جب ان کی تاریخ پڑھتا ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح پر سالہا سال مشکلات اور مخالفت میں گزارنے کے بعد وہ کامیاب ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خطرناک مشکلات کے وقت خدا سے خبر پا کر اپنی کامیابی اور ترقی کے متعلق کہا تھا۔ وہ کس طرح پورا ہؤا؟ اس کو دیکھ کر صاف طور پر اقرار کرنا پڑتا ہے کہ جو کچھ کہا گیا تھا وہ خدا کا کلام تھا۔ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق بعض لوگوں کو دھوکا لگا ہے کہ آپؐ عالم الغیب تھے۔ یہ درست نہیں۔ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں ہوتا۔ اور نہیں ہے۔ عالم الغیب والشہادت وہی پاک ذات ہے اور اس کی صفات میں کوئی شریک نہیں۔ انبیاء علیہم السلام عالم الغیب نہیں ہوئے۔ البتہ خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی پا کر وہ بعض خبریں جو قبل از وقت خدا کی وحی سے دیتے ہیں۔ خدا کی ہستی اور ان کی صداقت کا ثبوت ہوتی ہیں۔ ان کا سلسلہ بہت لمبا ہے۔ اس لئے کہ آپ کی نبوت کا دامن بہت وسیع ہے۔ مگر باوجود اس کے بھی آپ عالم الغیب نہ تھے۔ ہم جب آپ کے حالات کو دیکھتے ہیں۔ تو ان میں بعض عجیب واقعات نظر آتے ہیں۔ آپ نے خدا سے الہام پا کر مکہ معظمہ کا ارادہ کیا۔

اور آپ ایک بہت بڑی جماعت کو لے کر عمرہ کے ارادے سے چل پڑے۔ مگر حدیبیہ کے مقام پر آپ کو رک جانا پڑا۔ اور آپؐ کو بغیر عمرہ کے واپس آنا پڑا۔ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ جو جماعت صحابہ کی آپ کے ساتھ تھی۔ ان سب کو اپنے اموال خرچ کرنے کے باوجود واپس ہونا پڑا۔ یہاں تک کہ بعض کو ابتلاء بھی آیا کہ اگر رسول تھے تو خدا تعالیٰ نے آپ کو کیوں نہ بتادیا کہ اس سال آپ عمرہ نہ کر سکیں گے۔ مگر یہ واقع بتاتا ہے کہ آپ نے جو کچھ خدا سے خبر پائی تھی۔ اس کا پورا یقین تھا کہ وہ خدا ہی کی طرف سے ہے۔ اور وہ اپنے وقت پر اسی طرح پوری ہوئی کہ آپ کا اس سال عمرہ کے لئے آ جانا اور مکہ میں داخل ہو سکنا اس امر کی دلیل ہو گیا کہ آپ عالم الغیب نہ تھے۔ ورنہ آپ کو اس سال آنے کی ضرورت نہ تھی۔ غرض یہ درست نہیں کہ کوئی نبی یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی عالم الغیب تھے۔ اس کا علم اسی حد تک ہوتا ہے۔ جو خدا سے اسے ملتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر اسلام کی ترقی کی پیش گوئی کی ہے۔ اسلام کو ایک کامیابی آپؐ کے اور صحابہ کے عہد میں ہوئی اور وہ بہت بڑی کامیابی تھی۔ مگر آخری زمانہ کے متعلق بھی اس کی ترقی اور کامیابی کی ایک پیش گوئی ہے اور اسلام اپنی تعلیم کے کمالات اور دلائل و براہین سے کل ادیان پر غالب آئے گا۔ وہ علمی اور عملی سچائیوں کے ساتھ غالب ہو گا۔ اس میں شبہ نہیں کہ اسلام کو پہلے غلبہ ہؤا ہے مگر یہ وہ زمانہ تھا کہ اگرچہ اسلام کے لئے تلوار نہیں اٹھائی گی۔ تاہم ظاہر میں تلوار نظر آتی ہے۔ لیکن ایسے زمانہ میں جبکہ مسلمان تلوار کا مقابلہ کرنے کے قابل نہ ہوں گے اور اپنی علمی اور عملی کمزوریوں میں بے نظیر ہو جائیں

گے۔ اس وقت اسلام کے غلبہ کی خبر دینا اور اسلام کا غالب آنا ایک زبردست اور کھلا نشان ہے کہ اس کے تسلیم کئے بغیر چارہ ہی نہیں۔

خدا تعالیٰ نے سورۂ صف میں اسلام کی اس کامیابی کی خبر آخری زمانہ کے متعلق دی ہے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے بھی آخری زمانہ میں فارسی النسل کے ذریعہ غلبۂ اسلام کی خبر دی ہے۔ اور آپ کے تیرہ سو سال بعد اس غلبہ کی ابتدا ہوگی۔ پہلے مسلمانوں کو زوال ہوگا۔ ہر طرح سے ان میں زوال آجائے گا۔ ان کی دینی دنیوی مادی اخلاقی اور روحانی ہر قسم کی حالتوں میں ضعف پیدا ہوگا۔ اور باوجود اس ضعف و زوال کے خدا تعالیٰ اسلام کو غالب کرے گا۔

یہ خبر ایک خصوصیت رکھتی ہے۔ دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ جب کوئی قوم تباہ ہوجاتی ہے تو شاذ ہی پھر وہ ترقی کرتی ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی جو حالت تھی۔ کوئی اس سے قیاس نہیں کرسکتا کہ یہ قوم پھر غالب ہوگی۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس کے پھر غالب ہونے کی خبر دی ہے۔ اور یہ ہوکر رہے گا۔ اور یہ غلبہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اس طرح پورا ہوگا کہ ایرانی النسل میں سے بعض لوگوں کے ذریعہ پورا ہوگا۔ جن میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ پہلا وجود ہے جو اس غلبہ کا اصل ذریعہ ہے اور آپ کے بعد جو ترقیات ہوں گی وہ آپ ہی کی ترقیات ہیں۔

آج تم دیکھو کہ ان ترقیات کے آثار پیدا ہوچکے ہیں۔ یکدم تبدیلیاں نہیں ہوا کرتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائے دعویٰ میں جو حالت تھی اس پر غور کرو۔ اور آج جو حالات پیدا ہوچکے ہیں۔ ان کو دیکھو کہ وہ بیج جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ سے بویا گیا۔ باوجود یہ کہ تمام قومیں اور حکومت بھی چاہتی تھی کہ اس بیج کو تباہ کردیا جائے۔ مگر وہ بڑھا اور پھلا اور اب وہ وقت آرہا ہے کہ اس کے لذیذ اور شیریں اثمار دنیا میں اسلام کے لیے ایک کامل غلبہ کی رَو پیدا کردیں۔ حالات ایک زور کے ساتھ تبدیل ہورہے ہیں۔ وہ لوگ جو اپنے حظوظ نفس کے لیے شراب کو صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری سمجھتے ہوئے اسلام پر اعتراض کرتے تھے کہ اس نے شراب جیسی ضروری چیز کو حرام کیا ہے وہ کس طرح پر خدا کا دِین ہوسکتا ہے۔ آج ان کے گھروں میں ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہیں اور حالات وقت نے ایسی صورت نمایاں کی ہے کہ خود مغربی لوگوں میں یہ تحریک پیدا ہوگئی ہے اسی طرح پر سود کے متعلق ساڑھے تیرہ سو سال کے قریب ہونے کو آئے ہیں۔ قرآن مجید نے یہ حکم دیا تھا کہ سود حرام ہے اور یہ بتایا گیا تھا کہ سود جنگوں کو پیدا کرتا ہے۔ اب اس کی حقیقت کھل چکی ہے۔ پچھلی جنگ عظیم ہی کو لو۔ اگر سُود کی بلا نہ ہوتی تو اتنی دیر تک وہ جنگ جاری نہ رہ سکتی اور اب اقتصادیات کے ماہر اور فلاسفر یہ آواز بلند کررہے ہیں کہ سُود جنگ کا موجب ہوتی ہے۔ جب کبھی کوئی بڑی لڑائی ہوئی ہے تو اسے سُود نے لمبا کیا ہے۔ اسی طرح کثرت ازدواج پر اعتراض ہوتے رہے۔ اب تک بھی بعض لوگ کرتے ہیں۔ مگر عورتوں کی کثرت نے جو پہلے ہی تھی اور اب لڑائی کے بعد اور بھی اس میں اضافہ ہوگیا ہے اس آواز کو بھی بلند کیا ہے کہ ایک سے زیادہ عورتیں کی جائیں۔ کچھ شک نہیں۔ یہ آواز دھیمی ہے مگر اٹھ رہی ہے اور وہ وقت قریب معلوم ہوتا ہے جب اس صداقت کو عملاً تسلیم کرلیا جائے گا۔ بہت لوگ ہیں جو اس کے حامی ہیں مگر وہ سوسائٹی کے رسم ورواج سے ڈرتے ہوئے آواز نہیں اٹھاتے۔ اسی طرح طلاق کے متعلق بھی آواز اٹھ رہی ہے کہ یہ مشکلات کا علاج ہے۔ امن کے ذریعہ سے جو تغیرات ہوتے ہیں ان کی رفتار آہستہ ہوتی ہے۔ جو گاڑی تیزی سے چل رہی ہو اس کو یکدم نہیں روکا جاسکتا۔ پس جو رو پہلے سے مغرب میں چلی ہوئی ہے۔ اب اسے روکنے کے لیے ایک وقت کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ تغیرات ہورہے ہیں۔ انہیں تغیرات میں سے ایک یہ مسجد بھی ہے۔ سو سال پہلے یہ خیال میں بھی نہ آتا ہوگا کہ لندن میں مسجد بنائی جائے گی۔ یہ خیال کرتے ہوئے مجھے بچپن کی آوازیں یاد آتی ہیں۔ میری عمر اس وقت 35 سال کی ہے۔ اس وقت یورپ کا بڑا علاج اسلام کے متعلق یہ سمجھا جاتا تھا کہ اپالوجی کی جاوے جس سے عیسائیت اور اسلام میں اتحاد ہوجائے مگر میں اس وقت یہی سمجھتا تھا اور خواہ کوئی اس وقت مجھ کو پاگل ہی کہتا۔ میرے خیال میں اپالوجی کی ضرورت نہیں تھی۔ میں یقین رکھتا تھا کہ اسلام پھیل جائے گا۔ اور اب تو میں دیکھتا ہوں کہ اسلام پھیل رہا ہے۔ اور مغرب اسلام کی طرف آرہا ہے یہ تغیر جو اَب ہورہا ہے۔ معمولی نہیں ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب پیشگوئی کی تو اسے بالکل خیالی سمجھا جاتا تھا۔ مگر آج واقعات بتارہے ہیں کہ آپ کے غلام ان ملکوں میں اس تبلیغ کو پھیلا رہے ہیں اور اس پیغام کو پہنچا رہے ہیں۔ جو آپ لے کر آئے تھے۔ اب اس تغیر کو دیکھتے ہوئے یقین ہوجاتا ہے کہ وہ بیج جو حضرت مسیح موعود کے مبارک اور مقدس ہاتھوں نے خدا سے علم پاکر بویا تھا۔ اس کا درخت اب نکل رہا ہے اور درخت کی حفاظت کا بہترین وقت وہی ہے جب کہ کونپل نکل رہی ہو۔ اگر اس وقت اس کی حفاظت اور غور و پرداخت عمدگی سے ہو۔ تو اس کے بہترین اور خوش کن پھل یقینی ہوتے ہیں۔ لیکن اگر بے پروائی اور غفلت کی جائے تو اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ پس محنت اور ہوشیاری سے اس کی نگرانی کرو۔ ہم سب کا فرض ہے کہ اس کونپل کی نگہداشت اور آبیاری میں غفلت نہ کریں۔ اور اپنی ساری توجہ کوشش اور احساسات اس طرف لگا دیں۔ تاکہ ہم اس کے پھلوں کے لیے موقع پائیں۔ ورنہ اس کونپل کی نگہداشت ہوگی اور اس کے پھل شیریں ہوں گے۔ درخت بڑھے گا۔ کیونکہ خدا کی یہی منشاء ہے۔ لیکن افسوس ہوگا کہ اس کا ذریعہ اگر ہم نہ ہوں پس میں پھر تاکید کرتا ہوں کہ اپنی ساری توجہ اس طرف لگادو۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے، آمین۔

(الفضل، 29 نومبر 1924ء)

زمینِ کفر میں اللہ اکبر کی ندا کرنا

منظوم کلام حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ

مبارک ہو تمہیں لنڈن میں مسجد کا بنا کرنا — زمین کفر میں اللہ اکبر کی ندا کرنا
بنو فضلوں کے وارث تم کہ تم جو کام کرتے ہو — ہوا کرتا ہے مقصد اس سے بس راضی خدا کرنا
خدا کی راہ پر بس ایک تم ہی چلنے والے ہو — کہ آساں جانتے ہو مال کو جاں کو فدا کرنا
ستم تم پر ہوئے لیکن نہ تم نے راستی چھوڑی — نہ کچھ خاطر میں لائے ظالموں کا تم جفا کرنا
خدا نے امتحاں کے طور پر تھیں مشکلیں بھیجیں — نہ کچھ مقصد تھا ان آفات سے تم کو فنا کرنا
فضیلت اس نے دی ہے آج تم کو ساری دنیا پر — تمہیں بھی چاہیئے اب شکر نعمت کا ادا کرنا
پھنسا سارا جہاں ہے آج کفر و شرک و بدعت میں — تمہیں وہ ہو جنہوں نے ہے اسے ان سے رہا کرنا
رہی تثلیث ہے توحید پر مدت تلک غالب — تمہارے ہاتھ سے اللہ نے ہے اس کو فنا کرنا
وہ یورپ جو بہت تثلیث کا ہے آج دلدادہ — وہی توحید پر جاں فخر سمجھے گا فدا کرنا
خدا خود ہی مٹا دے گا انہیں جو اب نہ مانیں گے — ہمارا کام ہے اللہ اکبر کی صدا کرنا
یہی ہے کام خدام محمدؐ کا مرے پیارو! — جو خود سے ہو سکے کر کے خدا پر آسرا کرنا
یہ سب ادیانِ باطل زیر ہو جائیں گے آخر میں — نہ ان کے زور کو تم دیکھ کر پروا ذرا کرنا
الٰہی عہد کا اب وقت یارو آن پہنچا ہے — خدا نے کفر کی ہے زندگی کا گل دیا کرنا
جو ہیں حسّاد و بدبیں ہوں گے وہ بھی خائب و خاسر — ہے ان کی جھوٹی امیدوں کا اس نے خاتمہ کرنا
خدایا شاد رکھیو دینِ حق کے جاں نثاروں کو — نہ اپنے سایۂ رحمت سے تو ان کو جدا کرنا
پیارے بخش دیجو اپنے اس ناچیز اصغرؔ کو — بنایا جس نے شیوہ ہے دعا صبح و مسا کرنا

ویمبلے کانفرنس 1924ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی شرکت اور پُر شوکت خطاب

فاران احمد ربانی۔ مربی سلسلہ ڈیٹرائٹ

1924ء میں انگلستان کی مشہور عالمی ویمبلے نمائش کے موقع پر مذاہب کی ایک کانفرنس منعقد کی گئی تھی۔ اس کانفرنس میں شرکت اور مذہب اسلام کے متعلق احمدی نقطہ نگاہ پیش کرنے کے لئے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور دیگر ایک درجن احباب کا قافلہ ماہ جولائی میں قادیان سے انگلستان کے لئے روانہ ہؤا۔ اسی سفر کے دوران مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس کی وجہ سے یہ سفر جماعت احمدیہ مسلمہ کی تاریخ میں غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔

1924ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا انگلینڈ کا تاریخی سفر، جس دوران انہوں نے ”سلطنت برطانیہ کے تحت پائے جانے والے چند زندہ مذاہب کی کانفرنس“ میں بھی شرکت کی، جسے ویمبلی کانفرنس کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ نہ صرف احمدیہ مسلم جماعت کے لیے بلکہ عالمی سطح پر اس دور میں جب دنیا پہلی جنگ عظیم کے بعد ہنوز سنبھل رہی تھی، ایک اہم واقعہ تھا۔ انگلینڈ کا یہ سفر ایک نئے اور غیر متناہی راستے کی طرف قدم تھا، جس کی گونج 1919ء میں پیرس امن کانفرنس میں دیکھی گئی تھی، جہاں دنیا کے رہنماؤں نے جنگ کے بعد قوموں اور اصولوں کو دوبارہ ترتیب دینے کا عظیم کام انجام دیا تھا۔ جیسے کہ پیرس میں سیاسی رہنماؤں کے سامنے دنیا کو جنگ کے سائے سے نکال کر نیا رخ دینے کا چیلنج تھا، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے سفر کا آغاز اس عزم کے ساتھ کیا تھا کہ وہ امن اور مذہبی ہم آہنگی قائم کریں گے۔

کانفرنس کا پس منظر

اس تاریخی سفر کی ایک وجہ 1924ء کی ویمبلے کانفرنس تھی، جو انگلینڈ کی مشہور اور علامتی نمائش کے پس منظر میں منعقد کی گئی تھی۔ اس کانفرنس کا مقصد مختلف مذاہب کے نمائندوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرکے اپنے اپنے مذہب کے اصولوں کی وضاحت کرنا تھا۔ اس مذہبی کانفرنس کی تجویز سوشلسٹ رہنما مسٹر ولیم لوفٹس ہیئر (William Loftus Hare) نے پیش کی تھی، جو اُس وقت تھیوسوفیکل سوسائٹی میں تقابلی مذاہب اور فلسفہ کے شعبہ کے ڈائریکٹر تھے۔ انہوں نے سوچا یہ تھا کہ اس عظیم نمائش کو ایک روحانی جہت سے ہم آہنگ کیا جائے، تاکہ ثقافت، تجارت اور مذہب کا ایک بہترین سنگم تشکیل دیا جاسکے۔ اس خیال کو نمائش کے منتظمین بشمول مشرقی علمانے بخوبی سراہا، اور لندن یونیورسٹی کے سکول آف اورینٹل اسٹڈیز کے تحت ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس کمیٹی کا کام بہت بڑا تھا یعنی ایک ایسی کانفرنس کا اہتمام کرنا جو نہ صرف فکری طور پر اہم ہو بلکہ مذہبی ہم آہنگی کا پیغام بھی دے۔ یہ ایک انقلابی قدم تھا ایک ایسے دَور میں جب بین المذاہب مکالمہ ابھی اپنے ابتدائی مراحل میں تھا، اور اسلامی دنیا کے اتنے بڑے رہنما کی اس میں موجودگی بہت بڑی اہمیت کی حامل تھی۔

1920ء میں برطانوی سلطنت، جو اپنی سرحدی حدوں میں عروج پر تھی، گھریلو اور غیر ملکی دونوں سطحوں پر چیلنجز کا سامنا کر رہی تھی۔ جنگ کے بعد کمزور ہونے کے باعث، اسے نوآبادیات میں بڑھتی ہوئی قوم پرستی کا سامنا تھا۔ اس دور کے لوگوں میں روحانی امور کے متعلق ایک غیر معمولی بڑھتی ہوئی دلچسپی پائی جاتی تھی–لوگ مذہبی تحریکوں میں سکون تلاش کر رہے تھے، جس سے بین المذاہب مکالمے کا اِحیا ہؤا۔

اسی ماحول میں 1924ء کی ویمبلے کانفرنس کو منعقد کرکے مذاہب کے درمیان اتحاد کو فروغ دینے کا ارادہ کیا، جو باہمی احترام کے ذریعے استحکام کی تلاش کی عکاسی کرتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی شرکت بہت اہمیت کی حامل تھی۔ ایک اسلامی آواز جو مغربی دنیا کے ساتھ ایک نازک موقع پر گفتگو کر رہی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی زیر صدارت 16 مئی 1924ء کو عصر کی نماز کے بعد طلب کی جانے والی مجلس مشاورت ایک اہم فورم تھی۔ یہاں مختلف آراء پیش کی گئیں، جن میں سے ہر ایک کی اپنی اہمیت اور وزن تھا۔ کچھ افراد نے لندن میں ہونے والی کانفرنس میں خلیفۂ وقت کی شرکت کی حمایت کی، نیز اسے اسلام کی تبلیغ کے لیے ایک بے مثال موقع سمجھا۔ دیگر افراد نے خطرات اور مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے

خلیفہ کی طرف سے ایک نمائندہ بھیجنے کی تجویز پیش کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جماعت کے دیگر ممبران کو بھی ایک خط لکھا، جس میں صورتحال اور موجودہ متبادل صورتوں (Options) کی وضاحت کی گئی۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور جماعت کے ارکان نے استخارہ کیا۔ اللہ سے رہنمائی کی درخواست کی۔ یہ روحانی پہلو اہم تھا، جو ہر معاملے میں الٰہی رضا اور رہنمائی پر گہری عقیدت کی عکاسی کرتا تھا۔

ابتداء 1924ء میں، سوشلسٹ رہنما ولیم لوفٹس ہیئر نے یہ تجویز پیش کی کہ معروف ویمبلے نمائش کے ساتھ ایک مذہبی کانفرنس منعقد کی جائے، جس میں برطانوی سلطنت کے مختلف مذاہب کے نمائندوں کو مدعو کیا جائے تاکہ وہ اپنے مذاہب کے اصولوں کی وضاحت کریں۔ کانفرنس کے منتظمین جن میں کچھ مشرقی ماہرین بھی شامل تھے، نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور لندن یونیورسٹی کے اسکول آف اورینٹل اسٹڈیز کے تحت ایک کمیٹی تشکیل دی تاکہ کانفرنس کی تیاریوں کے لیے بھرپور منصوبہ بندی کی جاسکے۔ امپیریل انسٹی ٹیوٹ کو مقام کے طور پر منتخب کیا گیا اور کانفرنس کی تاریخیں 22 ستمبر سے 3/ اکتوبر تک طے کی گئیں۔ کمیٹی نے مندرجہ ذیل مذاہب کے نمائندوں کو مدعو کرنے کا فیصلہ کیا: ہندومت، اسلام، بدھ مت، زرتشتی مذہب، جین مت، سکھ مت، تصوف، برہمو سماج، آریہ سماج، کنفیوشسزم (Confucianism) وغیرہ۔

اگرچہ مولانا عبد الرحیم نیر صاحب 1923ء سے لندن میں موجود تھے لیکن انہیں اس مجوزہ عظیم کانفرنس کے بارے میں علم نہیں تھا۔ جب کمیٹی نے کانفرنس کے مقررین کا انتخاب مکمل کیا اور 1924ء کا کچھ حصہ گزر چکا تھا، مولوی صاحب کو اس کانفرنس کے بارے میں علم ہوا۔ انہوں نے کمیٹی کے مشترکہ سیکرٹری ایم۔ ایم۔ شارپلز (M. M. Sharples) سے ملاقات کی، جنہوں نے محسوس کیا کہ احمدیہ نقطۂ نظر کو اسلام کے بارے میں اس کانفرنس میں شامل کرنا ضروری ہے۔ جب یہ معاملہ کمیٹی میں زیر بحث آیا، اس کے نائب صدر، ڈاکٹر سر تھامس ڈبلیو آرنلڈ (Thomas W Arnold) نے تجویز پیش کی کہ نیرؔ صاحب سے کانفرنس کے مقررین کے انتخاب کے بارے میں مشورہ لیا جائے۔

اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 28 فروری 2014ء میں بیان فرماتے ہیں کہ 'چنانچہ برطانیہ کے معروف مشرقی ماہرین کی طرف سے حضرت مصلح موعودؓ کو مدعو کیا گیا۔

اس معاملے پر غور کرنے کے بعد، دعوت قبول کی گئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کانفرنس کے لیے مقالہ لکھنا شروع کیا۔ اس کی ترجمہ اور نظر ثانی کا کام چودھری ظفر اللہ خان صاحب، مولوی شیر علی صاحب اور مرزا بشیر احمد صاحب کو سونپا گیا۔ تاہم، یہ مقالہ کانفرنس کے لیے بہت طویل ثابت ہوا اور اسے مختصر کرنا مناسب نہ تھا۔ نتیجتاً، ایک اور مقالہ لکھنے کا فیصلہ کیا گیا، جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لکھا اور اس کا ترجمہ بھی کیا گیا۔

ویمبلے کانفرنس

23 ستمبر 1924ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے یورپ کے دورے کا ایک سنہری دن تھا جب حضرت مصلح موعودؓ کا عالی شان مقالہ ویمبلے کانفرنس میں پڑھا گیا اور یہ حقیقتاً اسلامی عقائد کی پیروی کرنے والی جماعت احمدیہ کی شان دار نمائندگی تھی، جس نے حقیقی معنوں میں اسلام کا پیغام یورپ تک پہنچایا۔ یہ وہ شاندار تکمیل بھی تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لندن میں خطاب کرنے کے بارے میں پیشگوئی کے مطابق ہوئی جس کا ذکر آگے چل کر آئے گا۔

مقالے کا وقت شام پانچ بجے کا تھا، جبکہ لوگ اسلام پر تقاریر سننے کے لیے قریباً دو گھنٹے سے بیٹھے تھے۔ تاہم، جیسے ہی خطاب کا وقت آیا، حاضرین خاموشی سے بیٹھ گئے اور ہال بھر گیا۔ اس سے پہلے کی تقاریر میں اتنی بڑی تعداد میں شرکت نہیں ہوئی تھی۔ سر تھیوڈور مرسن (Sir Théodore Merson)، جو کانفرنس کی صدارت کر رہے تھے، نے انتہائی ادب سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے درخواست کی کہ وہ کانفرنس سے خطاب کریں۔ حضورؓ اس وقت اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسٹیج پر موجود تھے۔ آپ نے کھڑے ہو کر مختصراً فرمایا:

"جناب صدر، بہنو اور بھائیو! سب سے پہلے میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے کانفرنس کے منتظمین کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ لوگ اس انداز میں مذہب کے موضوع پر غور و فکر کریں اور مختلف مذاہب کی تقاریر سننے کے بعد یہ دیکھیں کہ کون سا مذہب قبول کرنا چاہیے۔ اب میں اپنے پیروکار چودھری ظفر اللہ خان صاحب، بار ایٹ لا کو کہوں گا کہ وہ میرا مقالہ پڑھیں۔ میں اس طرح پڑھنے کا عادی نہیں ہوں، حتّٰی کہ اپنی زبان میں بھی میرے خطبات ہمیشہ غیر تیار ہوتے ہیں اور میں چھ گھنٹے تک بات کرتا ہوں۔ مذہب کا موضوع اس دنیا میں ختم نہیں ہوتا بلکہ موت کے بعد اگلی دنیا میں بھی جاری رہتا ہے اور انسان کی ابدی خوشی ایمان سے جڑی ہوئی ہے۔ لہٰذا اِس پر غور و فکر کریں اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ توجہ سے سنیں گے۔"

چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے بلند آواز میں مقالہ پڑھا، حالانکہ ان کے گلے میں تھوڑی سی خرابی تھی لیکن اللہ کی مدد ان کے ساتھ تھی، انہوں نے مقالہ پڑھنے میں ایک گھنٹہ صرف کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

” اگرچہ چودھری ظفر اللہ صاحب نے مقالہ پڑھا، لیکن یہ میری زبان تھی (جو بول رہی تھی)۔“

سامعین نے خطاب کو ایک خاص جذبے کے ساتھ سنا، ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے پورا ہال احمدی ہو۔ لوگ آخر تک پوری توجہ سے بیٹھے رہے۔ جب خطاب میں اسلام کے بارے میں کچھ ایسا کہا گیا جو ان کے لیے نیا تھا، تو کچھ لوگ اپنی نشستوں پر خوشی سے اچھل پڑے۔ غلامی، سود، تعدد ازدواج وغیرہ جیسے موضوعات کو انتہائی واضح انداز میں سمجھایا گیا۔ خطاب کو مرد و خواتین دونوں نے بے حد دلچسپی سے سنا۔ جب خطاب ختم ہوا تو اسے جوش و خروش سے اور طویل تالیوں سے سراہا گیا، یہاں تک کہ صدر سر تھیوڈور مرسن کو اپنے ریمارکس دینے کے لیے چند منٹ انتظار کرنا پڑا۔

خلاصہ مقالہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ میں جس کا حوالہ اوپر دیا جا چکا ہے، اس شہرۂ آفاق خطاب کا خلاصہ پیش فرمایا:

مقالے کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے 1889ء میں احمدیہ مسلم جماعت کا قیام فرمایا نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہدی ہونے کے دعوے کا ذکر کیا، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق تھا اور مسیح ہونے کا دعویٰ کیا، جس کی بابت اناجیل اور مسلم کتب میں بھی پیش گوئی کی گئی تھی۔ آپ نے کہا کہ اس دعوے کی وجہ سے آپ کو ہر سطح پر شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ مسلم مذہبی علما نے بھی ان کی شدید مخالفت کی۔ تاہم، تمام دشمنیوں کے باوجود لوگ آپ کے گرد جمع ہوئے اور اللہ کی رحمت سے ایک جماعت قائم ہوئی جو دنیا کے مختلف ممالک میں پھیل رہی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کہا کہ یہ وہ بنیادی نکات ہیں جو وہ اس مقالے میں پیش کر رہے تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے مزید فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعت میں خلافت کا نظام قائم ہوا اور خلافت کی سرپرستی میں جماعت آگے بڑھ رہی ہے، جس نے درجنوں ممالک میں مشن قائم کیے۔ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ جماعت کے ذریعے اسلام کی طرف آ رہے ہیں۔ آپ نے یہ بھی ذکر کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت واضح طور پر کہا تھا کہ اس دور میں مسیح کا آنا ضروری تھا، جیسا کہ پیش گوئی کی گئی تھی، کیونکہ یہی وہ وقت اور حالت تھی جب ایک مصلح کی ضرورت تھی، اور اس کی آمد کی بابت نشانات پہلے سے بتا دیئے گئے تھے جو وقت پر ظاہر بھی ہو گئے۔ آپ نے مزید کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ابھی بھی نیک لوگوں سے بات کرتا ہے اور ان کی دعاؤں کو سنتا ہے، وہ ہمیشہ رحم کرنے والا اور مہربان ہے، اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے دنیا کی اصلاح کو ممکن بنایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ کے وجود کو ثابت کرنے کے لیے لوگوں کو اللہ پر ایمان لانے کی ترغیب دی، اس کی وحدانیت کو ثابت کیا اور اس سے تعلق قائم کرنے کی کوشش کی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے واضح طور پر کہا کہ اگر کوئی مذہب اللہ کے وجود کی مکمل شناخت پیش نہیں کر سکتا، تو اسے مذہب کہلانے کا حق نہیں ہے۔ آپ نے اللہ کے پیغمبروں کے مرتبے اور ہر انسان کے روحانی ترقی کے لیے اللہ سے تعلق کو بھی بیان کیا۔ آپ نے یہ بھی وضاحت کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی حکمت اور بصیرت کے ساتھ یہ بات واضح کی کہ اگرچہ قرآن مجید آخری قانون دینے والی اور کامل شرعی کتاب ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان نے ذہنی ترقی کی انتہاء حاصل کر لی ہے۔ بلکہ قرآن مجید کا آخری کتاب ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں علم کا ایک گہرا خزانہ چھپا ہوا ہے جو ان لوگوں کو دیا جاتا ہے جو اس کی تلاش میں سچے دل سے سنجیدہ ہیں۔ سنجیدہ تلاش روحانی ترقی کی طرف لے جاتی ہے اور یہ انسان کو دنیاوی اور علمی موضوعات قرآن مجید میں اپنی ذاتی سمجھ اور بصیرت کے مطابق تلاش کرنے میں بھی مدد دیتی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے کہا کہ قرآن مجید اس اعتراض کو رد کرتا ہے کہ اسلام کو طاقت کے ذریعے پھیلایا گیا تھا اور اس کے لیے ”دین میں کوئی جبر نہیں“ والی آیت پیش کی۔ آپ نے کہا کہ دفاعی جنگ کی صرف اس وقت اجازت ہے جب اسلام کو ختم کرنے یا نقصان پہنچانے کی بزور شمشیر کوشش کی جائے۔ آپ نے اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں غلامی، سود، تعدد ازدواج، طلاق، اخلاقی تعلیمات اور مرنے کے بعد کی زندگی جیسے مختلف موضوعات پر بھی روشنی ڈالی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کو ثابت کرنے والے اللہ کے نشانات کا ذکر کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ رؤیا پیش کی:

” میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق اُن کا جسم ہوگا۔

سو میں نے اِس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں اِن لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔“

(ازالہ اوہام، صفحہ 377، روحانی خزائن جلد 3، ایڈیشن 2008ء)

اس رؤیا کی پہلی تکمیل حضرت مصلح موعودؓ کا یہ مقالہ تھا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ سچائی انسان پر اس وقت آشکار ہوتی ہے جب وہ کسی بات کی سچائی کے لیے پچاس دن تک تمام تعصبات سے آزاد ہو کر دعا کرتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے مقالہ ان الفاظ پر ختم فرمایا کہ ”بہنو اور بھائیو! خدا کی روشنی تمہارے لئے چمک اٹھی ہے ... تم اس روشنی کو قبول کرو ... خوش ہو جاؤ اے دُلہن کی سہیلیو! اور خوشی کے گیت گاؤ کیونکہ دُلہا آ پہنچا ہے۔ وہ جس کی تلاش تھی مل گیا ہے۔ وہ جس کا انتظار کیا جا رہا تھا یہاں تک کہ انتظار کرنے والوں کی آنکھیں مدھم پڑ گئی تھیں اب تمہاری آنکھوں کو منور کر رہا ہے۔ مبارک ہے وہ جو خدا کے نام پر آیا۔ ہاں مبارک ہے وہ جو خدا کے نام پر آیا۔ وہ جو اُس کے پا لیتے ہیں سب کچھ پا لیتے ہیں اور وہ جو اس کو نہیں دیکھ سکتے وہ کچھ بھی نہیں دیکھ سکتے۔“

حضرت مصلح موعودؓ کا یہ خطاب حاضرین کانفرنس نے بہت پسند کیا۔ نیز حضور کے خطاب کے اختتام پر معتمدین کانفرنس نے ایک ریزولیوشن پاس کیا جس میں حضرت مصلح موعودؓ کا شکریہ ادا کیا اور آپ کے خطاب کو سراہا گیا۔ حضورؓ کا اصل مقالہ انوار العلوم کی جلد نمبر 8 میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نام سے شائع شدہ ہے۔ البتہ وہ چھوٹا مضمون جو وقت کی کمی کو مد نظر رکھ کر حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے ویمبلے کانفرنس میں پڑھا گیا تھا بالآخر مجمع البحرین کے نام سے انوار العلوم کی اسی جلد میں شائع ہوا جسے احباب پڑھ کر استفادہ کر سکتے ہیں۔

خلافت... قدرتِ ثانیہ

ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔ لندن

قدرتِ اوّل کے بعد آئی، خلافت کی بہار
تھی خبر یہ بھی کہ اب، آتی رہے گی بار بار

دوسری قدرت، مسیحاً کی خلافت کا ظہور
فیض پائیں گے، خلیفہ پر ہوا جن کا مدار

لوگ سو باتیں کریں، ہم کو خلافت ہے عزیز
ہم ہوئے اس پر فدا، ہے جان و دل اس پر نثار

دودھ میں مائیں پلاتی ہیں محبّت کی شراب
ماؤں سے بڑھ کر، خلافت سے ہوا، بچوں کو پیار

ہر طرف ناکامیوں نے ڈھیر ان کو کر دیا
دشمنوں نے گرچہ تدبیریں تو کی ہیں صد ہزار

فتح و نصرت ہے مقدّر میں خلافت کے ہمیش
اور مخالف کے لیے ذلّت لکھی ہے بے شمار

ہے پریشانی عیاں اب ان کے چہرے سے ہوئی
دُور جا کر، کُل نظر آتی ہے اب تاریک و تار

دشتِ ویراں اک طرف جس پر برستی نار ہے
اک طرف گلشن ہے، رونق ہے جہاں لیل و نہار

جو ہیں وابستہ خلافت سے بشارت ہو انہیں
گِرد ان کے ہے، حفاظت کو فرشتوں کا حصار

جان جائیں گر خلافت کی اطاعت کے فیوض
اس کے ہاتھوں پر کریں بیعت سبھی دیوانہ وار

ہم ہیں خوش قسمت جو طارقؔ، اس کے در پر آ پڑے
اس کی خاطر دل دھڑکتے ہیں جو ہو کر بے قرار

مسجد فضل لندن۔ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا نشان

طاہرہ زَرتشت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ (قیامت) کی گھڑی قائم نہ ہو گی جب تک کہ سورج مغرب کی طرف سے نہ نکلے گا اور لوگ اُس کو دیکھیں گے تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے۔

(بخاری کتاب الرقاق، منقول الفضل انٹر نیشنل لنڈن 8/9نومبر 2024ء، صفحہ 1)

مسجد فضل لندن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا زبردست نشان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صدیوں پہلے کی گئی پیش گوئی آپ کے غلامِ صادق کے ہاتھوں پوری ہونا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ آپ ہی سچے مامور من اللہ ہیں، آپ ہی وہ مہدی موعود ہیں جس کے آنے کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے دی تھی۔ اسلام کی ترقی اور شوکت آپ کے ساتھ وابستہ ہے۔

مسجد فضل لندن کا قیام اور پھر اس کی برکت سے سارے یورپ و سکینڈے نیویا و براعظم امریکہ میں مساجد کا قیام عمل میں آیا، جن کے مناروں سے توحید کی صدا بلند ہوئی اور شش جہت میں پھیلتی چلی گئی یہ ایک معجزہ نہیں تو کیا ہے۔ بلاشبہ یہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا عظیم الشان نشان ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق حضرت مسیح موعود و مہدیٔ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

مغربی ممالک- آفتابِ صداقت سے منور کئے جائیں گے

ایسا ہی طلوعِ شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہو گا۔ ہم اس پر بہر حال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رویا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے کہ جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منور کیے جائیں گے۔ اور اُن کو اسلام سے حصہ ملے گا۔ اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق اُن کا جسم ہو گا۔ سو میں نے اُس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں لیکن میری تحریریں اُن لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔ درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے گویا خدا تعالیٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دے دی اور دنیا کی عقل تمام یوروپ اور امریکہ کو۔ نبیوں کا سلسلہ بھی اوّل سے آخر تک ایشیا کے ہی حصہ میں رہا اور ولایت کے کمالات بھی انہیں لوگوں کو ملے۔ اب خدائے تعالیٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحات 376-377)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تڑپ اور دعاؤں کا نتیجہ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لنڈن کی صد سالہ تقریب کے موقع پر اپنے خطاب میں فرمایا:

ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمام اقوام کی ہدایت کے لیے تشریف لائے تھے تاکہ تمام اقوام کو خدائے واحد و یگانہ کے آستانے پر لایا جاسکے۔ آپ کا دل اس تڑپ سے بھرا ہوا تھا کہ کسی طرح انسانیت اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان سکے آج اسی مقصد کو پورا کرنے کے لیے جماعت احمدیہ کوشاں ہے... اسلام کی یہ تعلیمات جو یوکے اور یورپ میں پہنچائی گئی ہیں وہ بھی دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تڑپ کا ہی نتیجہ ہے جو آپ کے دل میں تھی۔ اس مقصد کے لیے آپ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حضور بڑی متضرعانہ دعائیں بھی کی تھیں اس ملک میں احمدیت کا نفوذ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ سے ملنے والی بشارات کے تابع تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ نظارہ دکھایا تھا کہ گویا آپ لنڈن شہر میں کسی منبر پر کھڑے ہیں اور اسلام کی سچائی بڑے مدلل انداز سے بیان فرما رہے ہیں اس کے بعد آپ نے چھوٹے چھوٹے درختوں سے تیتر کی مانند سفید پرندوں کو پکڑا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں اس کی تعبیر یہی کرتا ہوں کہ میں تو نہیں البتہ میری تحریرات ضرور انگلستان پہنچیں گی اور کئی سعید روحیں اس کی تاثیر سے اسلام کی طرف راہنمائی پائیں گی۔

اس خواب کی تعبیر

اس خواب کی تعبیر خلافتِ اولیٰ میں ہی پوری ہو گئی جب جماعت احمدیہ کے اوّلین مشنری حضرت چودھری فتح محمد سیال صاحبؓ یوکے پہنچے یہ بیسویں صدی کے ابتدائی دور کی بات ہے جب اس ملک میں اسلام سے واقفیت نہ ہونے کے برابر تھی اور دوسری طرف جماعت احمدیہ کے وسائل بھی نہ ہونے کے برابر تھے اس دور میں جماعت کے مبلغ نے بڑی محنت سے کام کیا پھر خلافتِ ثانیہ میں جماعت کے مزید مبلغین بھی یوکے آئے اور مبلغین کی مساعی کے بہت مثبت نتائج بر آمد ہوئے۔ جب یہ واضح ہو گیا کہ یہاں جماعت کی سرگرمیوں کے لیے باقاعدہ کوئی مرکز ہونا چاہیے تو پھر یہاں لنڈن میں ایک مرکز کی تعمیر کا ارادہ کیا گیا۔ اس مقصد کے لیے جماعت نے غیر معمولی قربانیاں پیش کیں...1924ء میں جب ویمبلے کانفرنس منعقد ہوئی تو اس سلسلے میں جماعت کے مشنری عبد الرحیم نیر صاحبؓ کو بھی دعوت دی گئی اس اہم موقع پر امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود خلیفۃ المسیح الثانیؓ بنفسِ نفیس تشریف لائے اور اس موقع پر آج سے ٹھیک ایک سو سال قبل اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔

(خلاصہ خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہُ اللہ تعالیٰ، صد سالہ تقریب مسجد فضل لنڈن، الفضل انٹر نیشنل لنڈن 8 تا 9 نومبر 2024ء- صفحہ 7)

لنڈن میں مسجد کی تعمیر کی ضرورت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے مسجد فضل کی تاریخ بتاتے ہوئے اپنے خطبہ میں فرمایا:

”ہمیں تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ولایت میں تبلیغی سلسلہ جاری ہوتے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد کے وجود میں لانے کا خیال پیدا ہو گیا تھا کیونکہ وہاں بار بار مکانوں کے بدلنے سے تبلیغ کے اثر کو سخت نقصان پہنچتا تھا...اس لیے آپ کا خیال تھا کہ جماعت کا ایک مرکز بہر حال ہونا چاہیے مگر یہ کام بظاہر مشکل نظر آتا تھا اس کے لیے کوئی عملی تدبیر 1919ء تک پیدا نہ ہو سکی۔ روپے کی فراہمی اور لنڈن میں موجود زمین کا ملنا جو کافی ہو اور شرفاء کے محلے میں ہو اور ایسی ہو جس میں قانونی طور پر کوئی شرط اور پابندیاں عائد نہ ہوں اور یہ بات لنڈن کے مکانات اور قطعاتِ اراضی خریدنے میں اور اُس پر حسبِ منشاء عمارت بنانے میں بڑی سخت روک تھی۔ یہ ساری شرائط بھی پوری ہوں پھر اس کی تعمیر و نگرانی پر سب سے بڑھ کر لوگوں کی توجہ کو اس طرف کھینچنا، یہ وہ سب اُمور تھے جو اس کے راستے میں حائل تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہر کام بہترین طریق پر اور بہترین صورت میں پورا کر دیا۔ سب سے پہلے روپے کی فراہمی تھی وہ اس طرح ہوئی کہ جنگ کے ختم ہونے کے بعد ایک زمانہ ایسا آیا کہ پاؤنڈ کا نرخ گرنا شروع ہوا جب پاؤنڈ کی قیمت زیادہ گر گئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دل میں اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی تحریک بڑے زور سے پیدا ہوئی۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18/اکتوبر 2024ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے، مطبوعہ الفضل انٹر نیشنل لنڈن 8/9-2024جمعہ و ہفتہ صفحہ 4)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرتِ الٰہی کے غیر معمولی اسباب اور پاؤنڈ کی قیمت کا گرنا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

آپ نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور 6 جنوری 1920ء کو آپ اس خیال کے تحت ظہر کی نماز پڑھا کر واپس جا رہے تھے کہ وہاں اس وقت مسجد میں بعض لیٹ آنے والے نمازی نماز پڑھ رہے تھے جن کی وجہ سے رستہ رُکا ہوا تھا تو آپ وہاں رُک گئے اور پھر وہیں بیٹھ گئے اور وہاں بیٹھ کر ناظر بیت المال کو فرمایا کہ اس وقت چودہ پندرہ ہزار روپیہ قرض لے کر انگلستان بھیج دیا جائے اور آج کل کیونکہ پاؤنڈ کا ریٹ گر رہا ہے تو روپیہ تبدیل ہونے سے کافی پاؤنڈ مل جائیں گے۔

ناظر بیت المال نے بھی یہ لکھا لیکن جب اس کے بعد آپؓ گھر تشریف لائے اور اس تحریک کو تحریر میں آخری شکل دی تو پھر بجائے چودہ پندرہ ہزار کے تیس ہزار رقم لکھ دی اور پہلے یہ تھا ناں کہ قرض بھیجو آپ نے بجائے قرض کے چندہ کا لفظ لکھ دیا۔ حضور رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ گویا خود بخود ہی ایسا ہو گیا۔ یہ تحریر لکھ کر اس وقت عصر کے وقت ناظر بیت المال کو دے دی اور آپ نے انہیں فرمایا کہ اس کے لیے مغرب کے بعد لوگوں کو جمع کیا جائے۔ مسجد مبارک میں وہاں گنجائش بہت کم تھی۔ اور اعلان کے لیے وقت بھی تھوڑا تھا۔ مگر پھر بھی حضورؓ کی اس پہلی تحریک پر چھ ہزار روپے چندہ جمع ہو گیا۔ دوسرے دن مستورات میں تحریک فرمائی پھر اس دن عصر کی نماز کے بعد مردوں کے درمیان مسجدِ اقصیٰ میں دوبارہ اور بالآخر 9 جنوری 1920ء جمعہ کے دن خطبہ میں عام اعلان کیا اور دس، گیارہ جنوری تک صرف قادیان کا چندہ ہی بارہ ہزار تک پہنچ گیا۔ اور اس غریب جماعت نے، قادیان کے لوگوں نے بڑی قربانی کر کے چندہ اکٹھا کیا۔

مسجد فضل لنڈن کے لیے چندہ کی تحریک اور جماعت کی مثالی قربانی پر ”تنظیم“ اخبار کا تبصرہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 7 جنوری 1920ء کو مسجد فضل

لنڈن کے لیے چندہ کی تحریک فرمائی جس پر جماعت نے ایسے رنگ میں لبیک کہا کہ ایک دنیا ورطۂ حیرت میں آگئی۔ چنانچہ ’عبد المجید قریشی ایڈیٹر اخبار ’تنظیم‘ امرت سر نے لکھا۔ تعمیر مسجد کی تحریک 6 جنوری 1920 میں امیر جماعت احمدیہ نے کی اس سے زیادہ مستعدی، اس سے زیادہ ایثار اور اس سے زیادہ سمع واطاعت کا اُسوہ حسنہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ 10 جون تک 78 ہزار پانچ سو روپیہ نقد اس کارِ خیر کے لیے جمع ہو گیا تھا کیا یہ واقعہ نظم وضبطِ اُمت اور ایثار وفدائیت کی حیرت انگیز مثال نہیں؟“

(از تاریخ احمدیت، جلد 4، صفحہ 253 ایڈیشن 2007ء)

اللہ کی خاص تائید ونصرت کے نظارے اور حضرت مصلح موعودؓ کا اظہارِ تشکّر

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا: اس غریب جماعت سے اس قدر چندہ کی وصولی خاص تائیدِ الٰہی کے بغیر نہیں ہو سکتی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اس وقت چندہ کے ساتھ شامل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کا جوش و خروش دیکھنے کے قابل تھا اور اس کا وہی لوگ ٹھیک اندازہ کر سکتے ہیں جنہوں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا ہو۔ سب مرد عورتیں نشہ سے چُور ہو کر، قربانی کے جذبہ سے سرشار ہو کر چندے دے رہے تھے۔ ایک بچہ غریب اور محنتی آدمی کا بیٹا تھا اس نے کہا کہ میں نے ساڑھے تیرہ روپے جوڑے ہیں اس زمانہ میں تو ساڑھے تیرہ روپے کی کچھ نہ کچھ قیمت تھی اور جو ریٹ گرا تھا اس کے مطابق بھی ایک ڈیڑھ پاؤنڈ تو ہو گا ہی بہر حال کہہ رہا ہے ساڑھے تیرہ روپے جوڑے ہیں اور چندہ میں بھجوا رہا ہوں ... پتہ نہیں کن امنگوں کے ماتحت اس بچے نے وہ پیسے جمع کیے ہوں گے لیکن مذہبی جوش نے خدا کی راہ میں ان پیسوں کے ساتھ ان امنگوں کو بھی قربان کر دیا۔

بہر حال اس قربانی میں لوگ بیشمار بڑھتے چلے گئے پھر آپ نے باہر گورداسپور لاہور وغیرہ میں تحریک کی اور خیال تھا کہ تیس ہزار ان تین ضلعوں سے پورا ہو جائے گا۔ اس کے بعد پھر آپ نے کہا کہ مجھے ڈر ہوُا کہ باقی جماعتوں کو شکوہ نہ ہو تو پھر میں نے اس کو مزید بڑھا دیا۔ اور رقم بھی بڑھا کر ایک لاکھ کر دی تا کہ لوگ ثواب میں شامل ہوں بلکہ ایک شخص نے حضرت مصلح موعود کو لکھا کہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے اس مقصد میں کامیاب کرے جو میں کوئی بزنس کر رہا ہوں اس کے شکریہ میں میں ولایت میں احمدیہ مسجد بنانے پر جس قدر خرچ ہو گا سارا خرچ خود کروں گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا کہ میں نے اس کی اجازت تو نہیں دی کیونکہ میں کسی کو بھی محروم نہیں کرنا چاہتا۔ بہر حال یہ رقم اکٹھی ہونا شروع ہوئی، جمع ہوئی اور یہ بنک آف انڈیا کے ذریعہ سے انگلستان بھجوائی گئی جو تین ہزار چار سو اڑسٹھ پاؤنڈ بنتی ہے۔ اندازہ لگالیں کہ آج کے اپنے حالات کا اور اس وقت کے حالات کا، روپوں میں باون ہزار کی رقم بن جاتی تھی۔ ایک ہفتہ کے اندر اندر یہ رقم جمع ہو گئی پھر بعد میں مزید رقم بھیجی گئی اور اس طرح ان دنوں پاؤنڈ کی قیمت بھی دوبارہ گر گئی جس سے تھوڑے روپوں میں کم روپوں میں زیادہ پاؤنڈ مل گئے۔ پندرہ روپے سے چھ روپے پر پاؤنڈ آگیا۔

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ– 18 / اکتوبر 2024ء مطبوعہ الفضل انٹر نیشنل لنڈن، صفحہ 4-5)

مبلغین اور لنڈن میں تبلیغ کا کام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ ہیں جو باقاعدہ مبلغ بن کر یہاں آئے اور سب سے پہلا پھل بھی آپؓ کو ملا جن کا نام مسٹر کوریو تھا جو ایک جرنلسٹ تھے۔ یہ مسلمان ہوئے اور اس کے بعد پھر ایک درجن سے زائد لوگ احمدی مسلمان ہوئے۔ چودھری صاحب کی تبلیغ زیادہ تر لیکچروں کے ذریعہ ہوتی تھی آپ اسلام کا پیغام اس طرح پہنچایا کرتے تھے کہ مختلف جگہوں پر کلبوں میں اور سوسائٹیوں میں جا کر تقریر کرتے تھے پھر یہاں قادیان سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ کو واپس بلا کر قاضی عبد اللہ صاحبؓ کو مبلغ بنا کر بھیجا انہوں نے یہاں کچھ عرصہ کام کیا اور یہ قاضی صاحب بھی صحابی تھے اور ان حالات میں جب کہ پہلی جنگ عظیم شروع ہو چکی تھی تبلیغ کا کام بڑا مشکل کام تھا۔ لیکن یہ لوگ تبلیغ کا کام کرتے رہے قاضی صاحب کے زمانے میں تبلیغ کے کام کو، مشن کو ایک مستقل جگہ بنانے کی غرض سے سٹار سٹریٹ کا مکان کرائے پر لیا گیا پھر تاریخ میں یہ بھی لکھا ہے کہ قاضی صاحب کے یہاں ہوتے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو مبلغ کے طور پر بھجوایا۔ انہوں نے 1917ء سے جنوری 1920ء تک یہاں قیام کیا 1919ء میں دوبارہ چودھری فتح محمد سیال صاحبؓ کو اور مولوی عبد الرحیم صاحب نیّر کو یہاں بھجوایا گیا۔ اور ان دونوں نے بے لوث کام کیا اور احمدیت کی تبلیغ کی۔ 1920ء میں چودھری فتح محمد سیال صاحبؓ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے یہ کہا گیا کہ انگلستان میں کوئی زمین خریدیں جہاں مسجد بنائی جائے۔ اور ایک باقاعدہ مشن ہاؤس بنا کے وہاں کام شروع کیا جائے جس کے لیے پھر کوشش ہوئی اور دو ہزار دو سو پاؤنڈ سے اوپر کی رقم سے پٹنی کے علاقے میں یہ جگہ خریدی گئی۔

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس 18 / اکتوبر 2024ء مطبوعہ الفضل انٹر نیشنل لنڈن، صفحہ 3)

مسجد فضل کی زمین کی خرید پر خوشی کی تقریب

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ 31 جولائی 1920ء کو دھرم سالہ تشریف لے گئے اور 27 ستمبر 1920ء کو واپس قادیان آئے۔ اس سفر کا ایک اہم واقعہ یہ ہے کہ مسجد احمدیہ لنڈن کے لئے قطعہ زمین کی اطلاع ملنے پر 9 ستمبر کو ایک پُر مسرت تقریب منعقد ہوئی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حکم سے قریباً تمام رفقاءِ سفر، مثلاً صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ، حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ، حضرت مولوی عبد الرحیم درد صاحبؓ ایم اے، حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ) نے باری باری مسجد لنڈن کے بارے میں اشعار پڑھے اور سب کے بعد خود حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے یہ قطعہ سنایا

مرکزِ شرک سے آوازۂ توحید اُٹھا
دیکھنا دیکھنا مغرب سے ہے خورشید اُٹھا
نور کے سامنے ظلمت بھلا کیا ٹھہرے گی
جان لو جلد ہی اب ظلم صنا دید اُٹھا

اس قطعہ کے علاوہ حضور کی ایک نظم بھی عبد الرحیم صاحب دردؓ نے پڑھ کر سنائی۔ نظموں کا پروگرام ختم ہونے پر دعا ہوئی اور نماز عصر پڑھنے کے بعد دستر خوان دعوت بچھایا گیا جس میں آقا و خدام سب خوشی خوشی شامل ہوئے۔

(تاریخ احمدیت، جلد 4، صفحات 258/259)

مسجد فضل کی خرید کے بعد اس کا نام اور خدا کے فضلوں کے حیرت انگیز سامان

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے اپنے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کے مزید فضلوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

یہ قطعہ زمین ایک یہودی سے حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ نے خریدا تھا۔ جیسا کہ ہمیں پتہ ہے جس میں اب تو نئی تعمیر ہو چکی ہے لیکن اس وقت ایک مکان تھا اور قریباً ایک ایکڑ کے قریب زمین تھی۔ پھر تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اس مسجد کی کس طرح مزید آگے پیش رفت ہوئی۔ 1924ء میں نمائش کے دوران بعض معززین کو یہ خیال آیا کہ اس عالمگیر نمائش کے ساتھ ساتھ دنیا کے مختلف مذاہب کی بھی نمائش کی جائے اور عیسائی مذہب کو الگ رکھ کر جس کے حالات سے اہلِ مغرب خود ہی واقف ہیں دوسرے مذاہب کے بارے میں معلومات لی جائیں۔ اور اُن کے نمائندوں کو لندن بلا کر لیکچر دلوائے جائیں اس کے لیے انہوں نے حضرت عبد الرحیم صاحب نیّرؓ کو بھی جو اس وقت یہاں مبلغ تھے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے لیکچر دینے کے لیے مدعو کیا مولانا نیّر صاحب نے قادیان اطلاع کی۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اسے قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں سے کوئی نمائندہ ہم بھیجیں گے جو اسلام کی خوبیاں بیان کرے۔

اور ساتھ ہی آپؓ نے خود نے ایک مضمون لکھنا شروع کر دیا۔ جس میں اسلام کی خوبیاں بیان کی گئیں اور یہ لیکچر کے لیے ایک ضخیم کتاب بن گئی جو احمدیت یا حقیقی اسلام کے نام سے شائع بھی ہو چکی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا انگلستان کے لیے سفر

بہر حال اس کے بعد جماعتی نمائندگان کی شوریٰ بلائی گئی جس میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور حضرت عبد الرحیم صاحب دردؓ نے تجویز کی کہ یہ ایک ایسا موقع ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح خود وہاں جائیں بجائے اس کے کہ کسی نمائندہ کو بھیجا جائے اور چند رفقاء بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ اس کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ آپ خود انگلستان تشریف لے جائیں گے۔ دمشق اور مصر وغیرہ کے دورے کرتے ہوئے یورپ پہنچیں گے اور اپنے ساتھ چند افراد کو لے کر جائیں گے جن میں چودھری ظفر اللہ خان صاحبؓ اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ بھی شامل تھے یہ دونوں حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ اور چودھری ظفر اللہ خان صاحبؓ یہاں اپنے خرچ پر آئے تھے اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ نے اپنا خرچ خود دیا تھا، خلیفۃ المسیح الثانیؓ دمشق اور مصر سے ہوتے ہوئے اٹلی اور سوئٹزرلینڈ اور فرانس کے راستے سے انگلستان 22/ اگست 1924ء کو یہاں پہنچے۔

(خطبہ جمعہ، فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ 18/ اکتوبر 2024ء، مطبوعہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل لنڈن 8/9 نومبر 2024 صفحہ 4)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی انگلستان آمد سے پہلے برطانوی پریس میں چرچا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی آمد کی برکت سے سلسلہ احمدیہ کی زبردست تبلیغ کے سامان ہوئے جماعت کی تاریخ میں لکھا ہے کہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ جس دن یورپ کے لیے روانہ ہوئے تھے برطانوی پریس میں آپ کی آمد کی خبریں شائع ہونا شروع ہو گئی تھی۔ مگر لنڈن میں ورود کے بعد تو مشہور اور غیر مشہور اخبارات نے اتنی کثرت سے آپ کے فوٹو اور حالات وغیرہ شائع کیے کہ ایک متعصب رومن کیتھولک اخبار کو لکھنا پڑا کہ تمام برطانوی پریس سازش کا شکار ہو گیا ہے اور کئی لوگوں نے برملا اظہار کیا کہ پریس نے اتنی اہمیّت اور شہرت کسی بڑے سے بڑے لارڈ کو بھی نہیں دی، جتنی آپ کی تشریف آوری پر پریس کے علاوہ فلموں میں آپ کے اور آپ کے رفقاء کے مناظر دکھائے

گئے۔ اس طرح خدا نے انگلستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آپ کی شہرت کا خود ہی سامان فرما دیا۔

(تاریخ احمدیت، جلد نمبر4، صفحہ446، ایڈیشن2007)

مسجد فضل لندن کے سنگِ بنیاد کا یادگار دن

بفضلِ تعالیٰ مسجد فضل لندن کے سنگِ بنیاد کا یادگار اور مبارک دن جو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ جس دن توحید کے پیغام کو پھیلانے کے لیے کفر کے مرکز لنڈن میں مسجد فضل کا سنگِ بنیاد حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھا۔ تاریخ میں مذکور ہے کہ

اس ہفتہ کا یادگار دن 19 اکتوبر 2024ء ثابت ہؤا جبکہ حضور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے 4 بجے شام ایک بہت بڑے مجمع میں "مسجد فضل" 63۔ میلروز روڈ - لنڈن) کا اپنے دستِ مبارک سے سنگِ بنیاد رکھا۔ اس تقریب میں سب سے پہلے متعینہ امام مسجد لندن مولوی عبد الرحیم درد نے خوش آمدید کا مختصر خطاب پڑھا جس کے بعد تمام حاضرین مقامِ بنیاد کی طرف گئے جہاں پہلے حضرت حافظ علی روشن صاحبؓ نے تلاوت کی پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انگریزی زبان میں ایک مضمون پڑھا جس میں مسجد کی غرض وغایت پر اسلامی نقطۂ نگاہ سے روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

"پیشتر اس کے کہ میں اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھوں میں اس امر کا اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسجد صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی عبادت کے لیے بنائی جاتی ہے تا کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی محبت قائم ہو اور لوگ مذہب کی طرف جس کے بغیر (حقیقی امن اور حقیقی ترقی نہیں) متوجہ ہوں اور ہم کسی شخص کو جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہے ہر گز اس میں عبادت کرنے سے نہیں روکیں گے بشر طیکہ وہ ان قواعد کی پابندی کرے جو اس کے منتظم اس کے انتظام کے لیے مقرر کریں اور بشر طیکہ وہ ان لوگوں کی عبادت میں مخل نہ ہوں جو اپنی مذہبی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اس مسجد کو بناتے ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ رواداری کی روح جو اس مسجد کے ذریعہ سے پیدا کی جاوے گی۔ دنیا سے فتنہ فساد دور کرنے اور امن وامان کے قیام میں بہت مدد دے گی اور وہ دن جلد آجائیں گے کہ لوگ جنگ و جدال کو ترک کر کے محبت اور پیار سے آپس میں رہیں گے۔"

اس مضمون کے بعد جس کا (حاضرین پر گہرا اثر تھا) حضرت خلیفۃ المسیح نے بنیادی پتھر رکھا جس پر انگریزی میں ایک مضمون درج تھا... جس کے الفاظ ہم ذیل میں نقل کر دیتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وہ تحریر جو مسجد فضل کی تعمیر کی غرض وغایت پر روشنی ڈالتی ہے

اعوذ باللّٰہِ من الشیطٰنِ الرَّجیم - بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرّحیم ۞

نحمدہٗ و نصلّی علی رسولِہِ الکریم۔

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ ھُوالنَّاصر۔

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

میں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ جس کا مرکز قادیان پنجاب ہندوستان ہے خدا کی رضا کے حصول کے لیے اور اس غرض سے کہ خدا تعالیٰ کا ذکر انگلستان میں بلند ہو اور انگلستان کے لوگ بھی اس برکت سے حصہ پاویں جو ہمیں ملی ہے آج 20 ربیع الاوّل 1343ھ کو اس مسجد کی بنیاد رکھتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمام جماعت احمدیہ کے مردوں اور عورتوں کی اس مخلصانہ کوشش کو قبول فرمائے اور اس مسجد کی آبادی کے سامان پیدا کرے اور ہمیشہ کے لیے اس مسجد کو نیکی، تقویٰ، انصاف اور محبت کے خیالات پھیلانے کا مرکز بنائے اور یہ جگہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیّین ﷺ اور حضرت احمد مسیح موعود نبی اللہ بروز ونائب محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کی نورانی کرنوں کو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں پھیلانے کے لیے روحانی سورج کا کام دے اے خدا تو ایسا ہی کر۔

19/اکتوبر1924ء

لندن میں پہلی مسجد کی بنیاد رکھی جا چکی تھی مولوی عبد الرحیم صاحب دردؓ نے بلند آواز سے حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کا ایک تار پڑھ کر سنایا جو انہوں نے ہندوستان کی طرف سے اس تقریب پر مبارک باد کا بھیجا تھا اس کے بعد حضورؓ نے لمبی دعا کی پھر عصر کی نماز اسی مقام پر پڑھی اور حضورؓ نے اعلان فرمایا کہ میں اعلان کرتا ہوں اس مسجد کا باقاعدہ سنگِ بنیاد رکھا گیا ہے۔ اس تقریب کے بعد اس تقریب کے فوٹو اور فلم ایک درجن کے قریب فوٹو گرافروں اور سینما والوں نے لیے۔ نماز کے بعد مبارکباد کی آواز ہر طرف بلند ہوئی اور مسجد کے محراب پر ایک جھنڈا لہرایا گیا جو حیدر آباد کے ہوم سیکرٹری نواب اکبر جنگ صاحب نے دیا تھا۔ اس کے بعد پورا مجمع خیمہ کی طرف چائے نوشی کے لیے آیا۔

(ماخوذ از تاریخِ احمدیت، جلد4، صفحہ، 459، ایڈیشن2007)

مختلف اقوام کی ممتاز شخصیات کی نمائندگی اور ان کے تأثرات

اس مجمع میں مختلف قوموں کے ممتاز نمائندے شامل تھے۔ مثلاً انگریز، جرمن، سروین، ہنگری، زیکو سلواکیہ، مصری، اٹالین، جاپانی، اور ہندوستان کے رہنے والے

نیز مختلف مذاہب کے لوگ عیسائی، مسلمان، پارسی، اور یہود تھے۔ اگرچہ بارش کا دن تھا پھر بھی دو سو سے زائد معززین اس تقریب میں شامل ہوئے جن میں انگریزوں کے علاوہ دوسری حکومتوں کے نمائندے بھی موجود تھے۔ جن میں جرمن سفیر، لیتھونیا اور سرویا کے وزیر، زیکوسلواکیہ کا نمائندہ ترکی، البانیہ، اور فن لینڈ کے وزراء نے بذریعہ خطوط اچھی خواہشات کا اظہار کیا۔ وزیر اعظم انگلستان نے امام مسجد لندن اور جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھا کہ افسوس میں اس دن لنڈن میں نہیں ہوں گا۔ اس تقریب میں آنے والوں کو ایسی دلچسپی پیدا ہو گئی کہ وہ بہت دیر تک اس جگہ ٹھہرے رہے اور سلسلہ کے متعلق اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے رہے۔

لکھنے والا فرشتہ اس کو دوام کی سیاہی میں ڈبوئی ہوئی قلموں سے لکھے گا

ورڈز ورتھ کے میئر نے کہا کہ کوئی مذہب جسے اس تقریر کے کسی حصہ پر بھی اعتراض ہو مہذب کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا اور لکھنے والا فرشتہ اس کو دوام کی سیاہی میں ڈبوئی ہوئی قلموں کے ساتھ لکھے گا... ویسٹ منسٹر گزٹ نے لکھا کہ ایک مسجد جو لنڈن میں پہلی مسجد ہو گی ساؤتھ فیلڈ میں تعمیر کی جائے گی۔ جس کا مینار ستر فٹ بلند ہو گا جہاں سے ایک مؤذن مومنوں کے لیے نماز کے وقت کا اعلان کرے گا۔ جس کا سنگِ بنیاد کل ایک باغیچہ میں رکھا گیا۔ پھلدار درختوں میں نیلا نیلا دھواں اُٹھتا دکھائی دیتا تھا گیلی مٹی پر قالین بچھائے گئے اور اس مجمع میں مختلف اقوام کے لوگ شامل تھے ہز ہولی نیس نے یہ رسم ادا کی آپ نے قرمزی رنگ کے کفوں والا گلابی رنگ کا کوٹ پہنا ہؤا تھا سر پر ایک بھاری سفید عمامہ تھا۔ اور ہاتھ میں ایک عصا جس کے سر پر آبنوس اور چاندی لگی تھی۔

(تاریخ احمدیت، جلد4، صفحہ 459، ایڈیشن 2007ء)

شاہ فیصل سے مسجد فضل لندن کے افتتاح کی درخواست

آخر مسجد فضل لندن کی تعمیر ہوئی اور دو سال کے بعد 1926ء میں اس کے افتتاح کے لیے شاہ فیصل کو درخواست کی گئی لیکن وہ نہ آسکے۔ تاریخ میں یہ واقعہ مندرجہ ذیل الفاظ میں محفوظ ہے لکھا ہے کہ

اس وقت مولوی عبد الرحیم صاحب دردؓ ایم اے نے جو (دار التبلیغ لندن کے انچارج تھے) حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت کے ماتحت بادشاہ فیصل ملک عراق سے درخواست کی کہ وہ اپنے لڑکے شہزادہ زید کو اجازت دیں کہ وہ ہماری مسجد کا افتتاح کریں اور جب اس کے جلد بعد شاہِ عراق خود یورپ گئے تو ان سے تحریک کی گئی کہ اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے وہ خود مسجد کے افتتاح کے لیے تشریف لاویں مگر انہوں نے اس درخواست کو ٹال دیا۔ اس کے بعد سلطان ابنِ سعود ملک حجاز کی خدمت میں تار دی گئی کہ وہ اپنے کسی صاحبزادے کو اس کام کے لیے مقرر فرمائیں اور انہوں نے تار کے ذریعے اس کو منظور کیا اور اپنے ایک فرزند شہزادہ فیصل کو اس غرض کے لیے ولایت روانہ کر دیا جب شہزادہ موصوف لندن پہنچے تو جماعت احمدیہ لندن کے انتظام سے ان کا شاندار استقبال کیا گیا اور اخباروں میں دھوم مچ گئی کہ وہ مسجد کے افتتاح کے لیے تشریف لائے ہیں۔ مگر اس کے بعد ایسے پر اسرار حالات پیدا ہونے لگے کہ شہزادہ فیصل بغیر برملا انکار کرنے کے پیچھے ہٹنا شروع ہوئے اور گو آخر وقت تک انہوں نے انکار نہیں کیا مگر عملاً تشریف بھی نہیں لائے۔ ان کو متامّل دیکھ کر درد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے بذریعہ تار اجازت لے رکھی تھی کہ اگر وہ نہ آئیں تو سر شیخ عبد القادر صاحب مسجد کا افتتاح کر دیں چنانچہ جب شہزادہ فیصل نہ پہنچے تو سر عبد القادر صاحب 3/اکتوبر 1926ء مسجد کا افتتاح کر دیا جو ان ایّام میں لیگ آف نیشنز میں شرکت کے لیے ہندوستان کے نمائندہ کی حیثیت سے ولایت گئے ہوئے تھے مگر شہزادہ کی آمد آمد کا اخباروں میں اس قدر کثرت سے چرچا ہو چکا تھا کہ لوگوں نے ان کے نہ آنے کو اچنبا سمجھا اور واقف کار لوگ تاڑ گئے کہ اس عملی انکار کے پیچھے اصل راز کیا مخفی ہے۔

یہ راز یہی تھا کہ بعض مسلم اور غیر مسلم حلقوں نے یہ بات دیکھ کر کہ جماعت احمدیہ زیادہ اہمیّت اختیار کر رہی ہے سلطان سعود کو بہکا دیا تھا کہ صاحب زادہ صاحب مسجد احمدیہ کی افتتاحی تقریب سے مجتنب رہیں... بہر حال خواہ اصل وجہ کچھ بھی ہو شہزادہ فیصل کی شرکت سے جو فائدہ جماعت احمدیہ کو حاصل ہو سکتا تھا وہ پھر بھی ہو گیا اور وہ یہ کہ ولایت کی اخباروں میں نہایت کثرت کے ساتھ مسجد احمدیہ اور جماعت احمدیہ کی شہرت ہو گئی بلکہ ابتدائی اقرار اور بعد کے انکار نے اس شہرت کو اور بھی نمایاں کر دیا۔"

(تاریخ احمدیت، جلد4، صفحات 562-563، ایڈیشن 2007)

انگلستان میں فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 24/اکتوبر 1924ء کو مسجد فضل لندن میں پہلا جمعہ پڑھایا اور فرمایا: میرے نزدیک انگلستان کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے، آسمان پر اس کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے اور اپنے وقت پر اس کا اعلان زمین پر بھی ہو جائے گا۔ دشمن ہنسے گا اور کہے گا یہ بے ثبوت دعویٰ تو ہر ایک کر سکتا ہے مگر اس کو ہنسنے دو کہ وہ اندھا ہے اور حقیقت کو دیکھ نہیں سکتا۔

(تاریخ احمدیت، جلد4، صفحہ 461، ایڈیشن 2007)

صد سالہ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اس موقع پر کی گئی تمام دعاؤں کو شرفِ قبولیّت عطا کیا گیا

ساری دنیا نے دیکھا اور تاریخ گواہ ہے کہ آپ کی کی ہوئی دعائیں حرف بہ حرف پوری ہوئیں۔ مسجد فضل اپنی تعمیر سے ہی آباد ہے اور نیکی، تقویٰ اور انصاف اور محبت کے خیالات کے پھیلانے میں اس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس کفر کے مرکز میں توحید کے نور سے ساری دنیا کو منور کرنے کے لیے اس کے میناروں سے اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی، مربیان قادیان سے یہاں تشریف لاتے کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد اپنی اپنی منزل کو روانہ ہو جاتے۔ نیز اسے کئی لحاظ سے برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کی تاریخی خدمات کا موقع ملا۔

مسجد فضل لندن کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ چار خلفائے کرام نے اس مسجد میں سجدے کیے، نمازیں پڑھائیں دعائیں کیں، خلفائے کرام جب بھی مغربی ممالک کے دوروں پر جاتے تو اسی مسجد میں قیام فرماتے۔ حضرت مصلح موعودؓ 1955 میں جب یوروپ کے دورہ کے لیے تشریف لائے تو فضل مسجد میں ہی قیام فرمایا، مبلغین کی عالمی کانفرنس کا انعقاد فرمایا اور سرکردہ شخصیات سے ملاقات فرمائی متعدد احباب نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اپنے دوروں کے دوران متعدد بار اسی میں قیام فرمایا۔ اس کے علاوہ آپ نے مغربی افریقہ کے دورہ سے واپسی پر 24 مئی 1970ء کو "نصرت جہاں آگے بڑھو" سکیم کا اعلان فرمایا، آج اس مبارک سکیم کے تحت متعدد ممالک میں تعلیم و تربیّت کے لیے سکول اور صحت کے لیے ہسپتال اور کلینک قائم ہو چکے ہیں۔

مسجد فضل لندن کے عظیم الشان دور کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ پاکستان سے ہجرت کر کے مسجد فضل لندن میں قیام پذیر ہوئے۔ ابتدائی طور پہ ہجرت عارضی تھی لیکن دراصل اس ہجرت کے ساتھ بھی عظیم الشان فتوحات کا آغاز ہونا مقدر تھا۔ پاکستان میں ایسے قوانین بنا دیئے گئے تھے جن کی وجہ سے خلیفۃ المسیح کے فرائض کی ادائیگی تقریباً نہ ممکن بنادی گئی تھی خدا تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی بے مثال قیادت میں عظیم الشان ترقیات عطا فرمائیں۔ دشمنِ احمدیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لگائے ہوئے اس درخت کو جڑ سے اکھیڑ پھینکنے کے منصوبے بنا چکا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے اسے ایک تناور درخت بنا دیا اور خلافت کے بابرکت سائے میں

جماعت احمدیہ کو غیر معمولی ترقیات عطا ہوئی۔ 1984ء تک جماعت احمدیہ کے نوے ممالک میں نفوذ کی نسبت یہ تعداد دو سو دس سے بھی تجاوز کر گئی۔

اسی مسجد فضل لندن سے خلیفۃ المسیح کے خطبات آڈیو کیسٹ کے ذریعے ساری دنیا کے احمدیوں تک پہنچنے کا انتظام ہوا مسجد فضل لندن میں ہی کھڑے ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے دشمنِ احمدیت جنرل ضیاء الحق کو مباہلے کا چیلنج دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے خلیفہ کے الفاظ کو پورا فرمایا اور یہ فرعون اپنے انجام کو پہنچا۔ خلافت کا قیام اس وقت بھی مسجد لندن میں ہی تھا جب جماعت احمدیہ 23 مارچ 1989 کو کمال شان و شوکت سے اپنی پہلی صدی مکمل کر کے اور عظیم الشان پروگرام لے کر دوسری صدی میں داخل ہوئی۔ وہ آواز جس کو دشمن دبا دینا چاہتا تھا اِسی مسجد فضل لندن سے وہ آواز نہایت شان و شوکت سے بلند ہوئی اور 1994ء میں جماعت احمدیہ کے مسلم ٹیلی ویژن mta کا قیام عمل میں آیا۔

جس کے توسط سے ساری دنیا کے احمدیوں کا اپنے پیارے خلیفۃ المسیح سے فیض پانے کے سامان ہوئے بلکہ ساری دنیا تک توحید کا پیغام پہنچا۔

مسجد فضل کی ایک اور بہت بڑی سعادت

مسجد فضل کی یہ بھی ایک بہت بڑی سعادت ہے کہ 22 / اپریل 2003 کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات کے بعد یہاں پر مجلسِ انتخابِ خلافت کا اجلاس ہوا جس میں خلافتِ خامسہ کا انتخاب عمل میں آیا اور ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے اور خلافتِ خامسہ کے مسجد فضل لندن میں سولہ سال قیام کے دوران جماعت احمدیہ کی وسیع ترقیات، تبلیغ، خدمتِ اسلام، خدمتِ قرآن، خدمتِ انسانیت، امن و آشتی کا پیغام دنیا میں پھیلانے اور دنیا کو تباہی سے بچانے نیز دعاؤں پر خاص زور دینے سمیت عظیم الشان کارناموں سے عبارت ہے جن کا شمار یہاں ممکن نہیں۔

ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ اس تبلیغ کو، اس پیغام کو، جو اسلام کا پیغام ہے، امن سے رہنے کا پیغام ہے، صلح و آشتی کا پیغام ہے اسے پھیلائیں کہ یہی دنیا کی بقا کا ضامن ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے مسجد فضل لندن کی صد سالہ تقریب کے موقعہ پر اپنے خطاب میں فرمایا:

"پس آج ہم سو سال پورا ہونے پر جو تقریب منعقد کر رہے ہیں یہ تقریب کوئی دنیاوی مقصد کے لیے نہیں ہے... بلکہ یہ مسجد تو وہ جگہ ہے کہ جہاں خدا تعالیٰ کی عبادت کے لیے لوگ اکٹھے ہوں اور خدائے واحد کی عبادت کریں اور آپس میں ایک دوسرے کے حق ادا کرنے والے ہوں اپنی روحانی اصلاح بھی کریں اور اپنے اعلیٰ اخلاق کو بلند کریں اس زمانے میں جبکہ لوگ خدا کو بھول رہے ہیں مسجد کی اہمیّت بہت

زیادہ ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت ہے اور اسی سے ہم دور جارہے ہیں پس آج ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں اور اپنے ماحول اور ارد گرد کے لوگوں کو بھی اور اپنی نسلوں کو بھی اس بات کی طرف توجہ دلائیں کہ حقیقی زندگی اور ہماری بقا اسی میں ہے ہم اللہ کی عبادت کریں اس کا حق ادا کرنے والے ہوں اور اس کی مخلوق کا حق ادا کرنے والے ہوں اور اس کے حکموں پر چلنے والے ہوں تبھی ہم دنیا کو امن و آشتی سے چلا سکتے ہیں اور اس میں زندگی گزار سکتے ہیں... ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ اس تبلیغ کو، جو اسلام کا پیار و محبت کا پیغام ہے، صلح و آشتی کا پیغام ہے دنیا کو اس سے آشنا کریں اور پھیلائیں کہ یہی انسان کی بقاء کا ضامن ہے اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ورنہ آئندہ نسلیں تباہی کے گڑھے میں گرتی چلی جائیں گی اور جنگوں کی وجہ سے کوئی بعید نہیں کہ آئندہ پیدا ہونے والی نسلیں اپاہج اور لنگڑی اور لولی پیدا ہوں۔ ... اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ اس مسجد کے حق کو پورا کرنے والے ہوں اور ہر مسجد کے حق کو پورا کرنے والے ہوں۔ آمین ثم آمین۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفتہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18/اکتوبر 2024ء مسجد مبارک اسلام آباد ٹلفورڈ سرے۔ یوکے مطبوعہ روزنامہ الفضل لندن 8/9 نومبر 2024ء صفحہ 6)

فضلِ عمرؓ ہمارا

زاہدہ رحمان۔ڈیٹرائٹ

وہ ناز ہے زمیں کا وہ آسماں کا تارا
دنیا پہ چھا گیا ہے فضلِ عمرؓ ہمارا

قلبِ سلیم والا عقل و شعور والا
حق کا بنا پیامی جگ اس نے یوں سنوارا

تحریکیں جو چلائیں پھل پھول خوب لائیں
خدمت میں خلق کی یوں دن رات کو گزارا

علم و عمل کا پیکر دینِ خدا کا خادم
مؤجد بنا وہ ہر اک تنظیم کا ہمارا

اطفال اور خادم راہِ خدا کے غازی
یہ ناصرات و لجنہ روشن کریں منارا

محکم یقین اس کا ، تقویٰ کا تھا خزینہ
قرآن کا وہ عاشق، تھا رہنما ہمارا

تفسیر بے مثل دی ،کنزِ خفی کے جوہر
الفاظ کتنے پیارے مفہوم بھی ہے نیارا

الفاظ کی تہوں سے رازِ تہی دکھایا
ظاہر کیا وہ چشمہ مخفی جو تھا وہ سارا

مظلوموں بے کسوں سے مشفق رہا وہ ہر دم
دل کا سخی وہ ہمدم ، غم خوار تھا ہمارا

پیکر وہ رحمتوں کا اک نور تھا سراپا
عطرِ رضا سے ممسوح وہ اپنے رب کا پیارا

مولیٰ کریم رکھیو دل یہ گداز ہر دم
سجدہ کناں ہوں ہر پل احسان ہے تمہارا

رہے گھر خدایا یہ آباد تیرا

منظوم کلام حضرت مولانا عبد الرحیم درد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ نظم مسجد احمدیہ لندن کی بنیاد رکھنے کے موقع پر
حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حضور پڑھی گئی

مبارک ہو محمود لندن میں آنا — مبارک ہو یوروپ میں مسجد بنانا
تیرا سنگِ بنیاد رکھنا مبارک — مبارک مسیحا کا دنیا میں آنا
مبارک ہو محمود لنڈن میں آکر — پرستارِ باطل کو مذہب سکھانا
خدائی کا دعویٰ جنہیں ہے جہاں میں — انہیں آ کے باتیں خدا کی بتانا
ہے لنڈن کو زیبا یہ مسجد عمر کی — کہ فاروق کا آ گیا پھر زمانا
مزے لوٹ لو حسنِ یوسف کے پیارو — نہیں ایسا جلوہ نظر تم کو آنا
تمہیں یاد آئے گی حسرت سے اس کی — گئے وقت نے پھر نہیں ہاتھ آنا
یہ بیٹھا نبیوں کا شیر خدا ہے — ہے باطل کو دنیا سے اس نے مٹانا
جو ترچھی نظر سے اسے تم نے دیکھا — خدا کے غضب نے ہے بجلی گرانا
نہاں اس میں طاقت ہے کچھ اور ہاں ہاں — ذرا ہوش سے تیر اس پر چلانا
کرو کوششیں اپنی بے شک زیادہ — لگا لو جو ہو زور تم کو لگانا
کسر کوئی باقی نہ رہ جائے ہرگز — ستا لو ہمیں تم ہے جتنا ستانا
مگر یاد رکھنا خبر لیں گے ایسی — تمہیں بھول جائے گا باتیں بنانا
کہو حاسدو تم خوشی سے جو چاہو — تمہیں دن بدن ہے خدا نے جلانا
نئ نت خوشی ہو ہمیں اے خدایا — ہماری ظفر کے تو پرچم اڑانا
رہے گھر میں دشمن کے ماتم ہمیشہ — ہمیں روز خوشیوں کے دن تم دکھانا

رہے گھر خدایا یہ آباد تیرا — محبت سے اپنی تو اس کو بسانا
محمد کی امت کا ہو فخر یہ گھر — مسیحا کی یاں پر کرامت دکھانا
سعادت سے تقویٰ سے بھر جائے دنیا — ہمیں تم نہ پیارے کبھی آزمانا
رسولِ خدا کی ہوئی بات پوری — مبارک ہو مغرب میں سورج چڑھانا
کرے سارے یورپ کو روشن یہ سورج — دیا گھر کا اپنے نہ یا رب بجھانا
جدائی میں دامن بھگویا کریں گے — پسند آگیا ہے انہیں چھوڑ جانا
گزر جائیں خدمت میں دن یہ ہجر کے — دعاؤں میں اپنی نہ مجھ کو بھلانا
نکل کر بھلا دل سے اس کے بتا تو — ترا دردؔ ہے پھر کہاں پر ٹھکانا

https://www.ahmadiyyagallery.org/Mosques/UK-Mosques

"ہمارا ولیم دی کانکرر اولوالعزم" ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

روحانی فتوحات کا سفر، 1924ء

حسنیٰ مقبول احمد

ویمبلے کانفرنس میں شرکت کی تیاری سے مسجد فضل لندن کی بنیاد رکھنے تک کی روح پرور جھلکیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ گھڑی (قیامت) قائم نہ ہو گی جب تک کہ سورج مغرب کی طرف سے نہ نکلے۔ جب وہ نکلے گا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے۔ (بخاری، کتاب الرقاق)

احادیث میں مغرب سے سورج کے طلوع ہونے کی پیشگوئیاں کثرت سے ملتی ہیں جو مہدی کے مبعوث ہونے یعنی آخری زمانہ کے متعلق ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک ہزار دو سو چالیس (1240) کے بعد اللہ تعالیٰ مہدی کو مبعوث فرمائے گا۔ (النجم الثاقب اهتداء لمن يدعى الدين الواصب، جلد 2، صفحہ 209)

ان دونوں احادیث کا تعلق مہدیٔ آخرالزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موعود وقت پر بعثت اور آپؑ کے زمانہ میں مغربی ممالک میں اسلام کے نفوذ و ترقی سے ہے۔ آپؑ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایسی بہت سی بشارات عطا فرمائی تھیں جن میں انگریزی میں الہامات بھی شامل ہیں۔ آپؑ کو یقین تھا کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب اللہ تعالیٰ مغربی اقوام میں اسلام کی اشاعت کے سامان پیدا فرمائے گا اور ان کے دل اسلام کی سچی تعلیمات سے روشن ہوں گے۔ آپؑ کے دعویٰ نبوت سے پہلے اور بعد کی زندگی توحید کے قیام، اسلام کے احیاء، کسرِ صلیب اور عقیدۂ تثلیث کے ردّ کی جدوجہد کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ اِتمامِ حجت کے لیے آپؑ تمام مخالفین اسلام، بشمول عیسائی منّادوں، کو بذریعہ تحریر، مباحثہ اور مباہلہ اپنے اپنے مذاہب کی سچائی ثابت کرنے کا چیلنج بھی فرماتے رہے لیکن کوئی آپ کے مقابل پر آنے کی جرأت نہ کر سکا۔ آپؑ نے فتح اسلام، حجۃ الاسلام، ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات، جنگ مقدّس، سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، تحفۂ قیصریہ، ستارہ قیصرہ، آئینہ کمالاتِ اسلام، جیسی اپنی متعدد تالیفات میں خصوصاً عیسائیوں کو دعوتِ حق دیتے ہوئے عقیدۂ توحید اور تثلیث کی حقیقت بیان فرمائی اور اپنے مسیح موعود ہونے کے دعویٰ پر روشنی ڈالی۔ رسالہ تحفۂ قیصریہ (جو 25/مئی 1897ء میں شائع ہوا) میں آپؑ نے ملکہ وکٹوریہ کو لندن میں جلسۂ مذاہب عالم منعقد کرنے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ اس سے انگلستان کے باشندوں کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات حاصل ہوں گی۔ لیکن اس کا کوئی جواب نہ پا کر آپؑ نے یاددہانی کے لیے ایک اور رسالہ ستارہ قیصرہ 24/اگست 1899ء کو شائع فرمایا۔

آپؑ کے دل میں مغربی ممالک میں اسلام کی تعلیم اور اسلامی تمدّن کی ترویج کی بے پناہ خواہش تھی اس کا ایک اور ثبوت آپؑ کا حکومت برطانیہ، جو اس وقت دنیا کی سب سے بڑی مغربی سلطنت تھی، کے نام جلسہ مذاہب کے انعقاد کے لیے میموریل تھا جو آپ نے 27 ستمبر 1899ء کو شائع فرمایا۔ یہ میموریل خدا سے الہام پا کر شائع کیا گیا تھا اور آپؑ کو یقین تھا کہ وہ سچا خدا آپؑ کو اسلام کی تبلیغ میں کامیابی عطا فرمائے گا لہٰذا آپؑ نے اس میموریل میں تمام مذاہب کو للکارتے ہوئے اپنے اپنے مذہب کی سچائی کے ثبوت دینے اور پیشگوئیاں کرنے کی تجویز رکھی اور مزید فرمایا کہ اس جلسہ کے بعد اگر ایک سال کے اندر اندر میرے دعاوی اور نشان دنیا پر غالب نہ ہوں تو میں مان لوں گا کہ میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ یہ جلسہ منعقد نہ ہوا لیکن آپؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی بشارات، الہام اور رؤیا کی وجہ سے یہ یقین تھا کہ آپؑ کی تحریریں اور پیغام یورپ تک ضرور پہنچے گا اور اسلام کو فتح حاصل ہو گی۔ اس وقت تو برطانوی حکومت نے اس طرف توجہ نہ دی اور اس قیمتی تجویز سے فائدہ نہ اٹھایا لیکن اسی طرح کے ایک جلسہ میں شمولیت کا دعوت نامہ جماعت احمدیہ لندن کو 1924ء میں آپؑ کے اولوالعزم جانشین حضرت مصلح موعودؓ کے دورِ خلافت میں ملا۔ اس وقت حضرت مولوی عبد الرحیم نیّرؓ لندن مشن میں بطور مبلغ سلسلہ خدمات سرانجام دے رہے تھے اس جلسۂ مذاہب میں شرکت کے لیے حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے گیارہ اصحاب کے ساتھ یورپ کا سفر اختیار فرمایا۔ اس مضمون میں اس مقدس سفر کے روح پرور نظارے، انگلستان میں پہلی مسجد کی تعمیر اور اس سے متعلق پیشگوئیوں کا مختصر اً ذکر کیا جا رہا ہے۔

مسجد فضل لندن سے متعلق پیشگوئیاں

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیلؓ نے اپنی تصنیف 'تواریخ مسجد فضل لندن' میں اس مسجد کے متعلق چار پیشگوئیوں کا ذکر کیا ہے جو درج ذیل ہے:

حضرت مسیح موعودؑ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

ایسا ہی طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا۔ ہم اس پر بہر حال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمتِ کفر وضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منور کئے جائیں گے اور اُن کو اسلام سے حصّہ ملے گا۔ (صفحہ 27)

آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً مغرب میں اسلام کی اشاعت کی خوشخبری عطا فرمائی۔ آپؑ فرماتے ہیں:

میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق اُن کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں اُن لوگوں میں پھیلیں گی۔ اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔ درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے گویا خدا تعالیٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دے دی اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو۔ نبیوں کا سلسلہ بھی اوّل سے آخر تک ایشیا کے ہی حصہ میں رہا اور ولایت کے کمالات بھی انہیں لوگوں کو ملے۔ اب خدائے تعالیٰ ان لوگوں پر نظرِ رحمت ڈالنا چاہتا ہے۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 376-377)

چونکہ اسلام کی اشاعت کا تعلق مسجد سے بہت گہرا ہے اور آپؑ کو اس کشف میں منبر دکھایا گیا جس سے مسجد کے وجود کا اشارہ ملتا ہے۔ مسجد میں منبر ہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں امام یا خطیب جماعت سے مخاطب ہوتا اور امامت کرتا ہے۔

چوتھی پیشگوئی خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام ابراہیم میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی متعدد جگہ پر آپؑ کو ابراہیم کا نام دیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کے ساتھ مل کر زمانہ کی ہدایت کے لیے بیت اللہ کی تعمیر فرمائی۔ اسی مماثلت میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے آپؑ کی پیشگوئیوں کے مطابق آپؑ کے موعود فرزند نے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خوشخبری عطا فرمائی کہ 'قومیں اس سے برکت پائیں گی' اس عظیم الشان روحانی نتائج کی حامل مسجد فضل کی تعمیر کروانے کی سعادت پائی۔

اسی مضمون کے متعلق آپؑ اپنے ایک دوسرے کشف کے بارے میں فرماتے ہیں:

"میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ محمود"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 214)

اس کشف میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ذات کا ایک مسجد کے ساتھ تعلق ظاہر ہوتا ہے جو اس وقت پورا ہوا جب آپؓ نے مسجد فضل کا سنگ بنیاد رکھا اور اس کے باہر تختی کے اوپر آپؓ کا نام کندہ کیا گیا۔

سفر کا پس منظر

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ نے 1924ء میں اپنے گیارہ اصحاب کے قافلہ کے ساتھ 12 جولائی 1924ء کو قادیان سے اپنے پہلے سفر یورپ کا آغاز فرمایا۔ مختلف شہروں اور ملکوں سے ہوتا ہوا یہ سفر موٹر، ریل گاڑی، اور بحری جہاز کے ذریعہ برطانیہ کے شہر لندن میں ختم ہوا۔

جب کسی امر کے پورا ہونے کا وقت آجاتا ہے تو کن فیکون کے مطابق خدائے واحد اپنی غالب قدرت سے اس کے اسباب بھی مہیا فرماتا ہے۔1924ء میں انگریزی حکومت یورپ میں لندن کے ویمبلے پارک میں ایک عالمی تجارتی نمائش کی تیاریاں کر رہی تھی جس میں انگریزی حکومت کے تمام علاقوں کی ہر قسم کی پیداوار اور صنعت کی چیزیں رکھی جانی تھیں۔اس نمائش میں دنیا بھر کے تعلیم یافتہ طبقہ سے دو کروڑ افراد کے آنے کی توقع کی جارہی تھی۔اسی موقع پر مذہبی رجحان رکھنے والے لوگوں نے یہاں ایک مذہبی جلسہ کرنے کا پروگرام بنایا جس میں ہر مذہب کے لیڈران کو اپنے مذہب پر تقریر کرنے کی دعوت دی۔ یہ بھی گمان کیا جارہا تھا کہ آئندہ سو سال تک ایسا بڑا اجتماع کرنا ناممکن ہوگا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مجلس شوریٰ سے مشاورت اور دعائے استخارہ کے بعد بنفسِ نفیس یورپ کے سفر کا ارادہ فرمایا۔اس دورہ میں پیش آنے والے حالات وواقعات اور اس کے شیریں ثمرات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سفر شروع سے آخر تک روحانی فتوحات کا سفر تھا جس کے آخر پر مسجد فضل لندن کی بنیاد رکھی گئی۔آج یہ مسجد پوری مغربی دنیا کے لیے ایک روحانی سورج کا کام دے رہی ہے۔

سفر کی تیاریاں اور دورانِ سفر کی چند جھلکیاں

حضرت مصلح موعودؓ نے 24 مئی1924ء کو جلسۂ مذاہب کانفرنس کے لیے ایک کتاب بعنوان ''احمدیت یعنی حقیقی اسلام'' کی تصنیف شروع فرمائی۔ آپؓ کو سخت گرمی اور تپش میں صبح سے آدھی رات بلکہ بعض اوقات رات دو دو بجے تک مسلسل کام کرنا پڑا جس کی وجہ سے صحت پر اثر ہوُا۔6 جون1924ء کو تصنیف مکمل ہوئی۔ بعد ازاں اس مضمون پر نظر ثانی، اس کا انگریزی میں ترجمہ، اصلاح اور کتابت میں حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان، حضرت مولوی شیر علیؓ اور حضرت مرزا بشیر احمدؓ نے دن رات آپؓ کے ساتھ مل کر کام کیا انگریزی مسودہ کی کتابت حضرت مولوی عبدالرحیمؓ نے کی۔ اس کے بعد اس احساس کے پیشِ نظر کہ مضمون کانفرنس میں پڑھے جانے کے اعتبار سے لمبا نہ ہو اسی مضمون کا خلاصہ بعنوان ''سلسلہ احمدیہ'' تحریر فرمایا اور یہ مضمون کانفرنس میں پڑھا گیا۔ آپؓ کی یہ گراں قدر قلمی کاوش 9 اور 10 جولائی 1924ء کی رات کو پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

اس عظیم الشان کام کا اتنے تنگ وقت میں مکمل ہونا اور اس کے ساتھ ساتھ خلافت کی دیگر تمام ذمہ داریوں کو مکمل بشاشت کے ساتھ پورا کرنا اللہ تعالیٰ کی خاص تائید کے بغیر ناممکن تھا۔ آپ کی سب مصروفیات بدستور جاری تھیں؛ تبلیغ پر جانے والے مجاہدوں کو ہدایات دینا، اپنی غیر موجودگی میں قادیان میں نیابتی نظام کا قیام، بیرونی احباب سے ملاقاتیں، ڈاک نیز تعلیم وتربیت کی سرگرمیوں کو وقت دینا، سفر میں ساتھ لے جانے کے لیے کتابیں اور دیگر ضروری سامان کا انتظام کرنا وغیرہ۔ اپنی کمزور صحت، آئندہ مشکل سفر، قادیان اور اہلِ قادیان سے دُوری کے خیال سے آپ کا دل مغموم تھا۔ اور اس سے بھی بڑھ کر آپؓ کو یہ خیال دامن گیر تھا کہ اپنے محبوب آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک سے دُور جارہے تھے جہاں دعا کرکے آپ کا دل سکون پاتا تھا۔ روانگی سے ایک دن قبل دو مرتبہ اور روانگی والے دن یعنی 12 جولائی کو بھی حضرت مسیح موعودؑ کے مزار مبارک پر جاکر اشک بار ہوکر لمبی دعائیں کیں۔

12 جولائی کو آپؓ اپنے قافلہ کے ساتھ قریباً صبح 8 بجے قادیان سے اس سفر پر روانہ ہوئے۔ اس موقع پر احبابِ جماعت کی ایک کثیر تعداد دعاؤں کے ساتھ آپ کو اور آپؓ کے قافلہ کو خداحافظ کہنے کے لیے مسجد مبارک کے قریب جمع تھی۔ روانگی سے قبل آپؓ نے بیت الدعا میں لمبی اجتماعی دعا کروائی۔ پھر حضرت ام المؤمنینؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر دعائیں لیں۔ بعد ازاں مجمع میں آکر تمام حاضرین کو شرفِ مصافحہ بخشا اور اللہ اکبر کے نعروں کے درمیان یہ قافلہ اپنے وقت کی طاقتور ترین سلطنت میں اسلام کی فتح کی بنیاد رکھنے کے لیے چھ ہزار میل کے سفر پر روانہ ہوُا۔

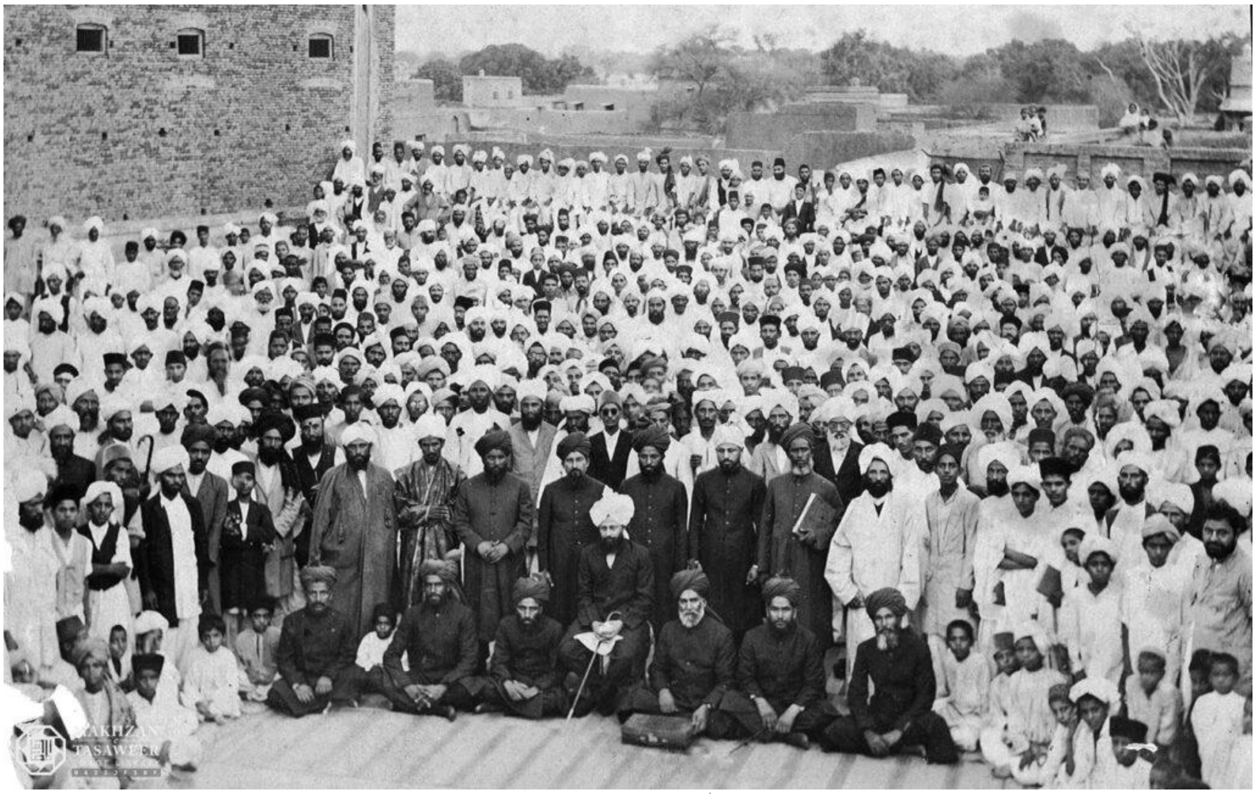

انگلستان روانگی سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ قادیان کے احباب کے ساتھ، 11 جولائی 1924ء

اس سفر میں یہ اصحاب آپؓ کے ہمراہ تھے:

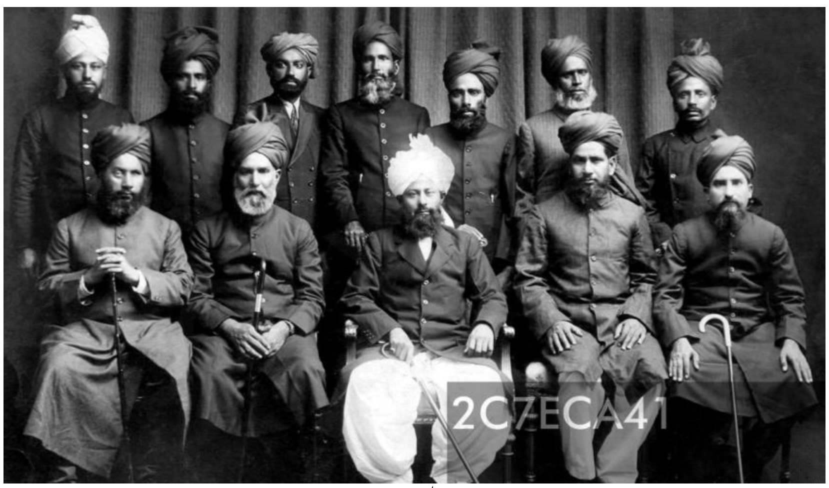

سفر ولایت کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنے ساتھیوں اور رفقاء کے ساتھ

کرسیوں پر دائیں سے بائیں: 1۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مصری۔ 2۔ حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیال۔ 3۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ۔ 4۔ حضرت خان ذوالفقار علی خان صاحب گوہر۔ 5۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب۔

کھڑے ہوئے دائیں سے بائیں: 1۔ میاں رحم دین صاحب (باورچی)۔ 2۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی بانی و مدیر الحکم۔ 3۔ حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب (معالج خصوصی)۔ 4۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیان۔ 5۔ حضرت چودھری محمد شریف صاحب وکیل ساہیوال (منٹگمری)۔ 6۔ حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب دردؓ۔ 7۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ۔

ان گیارہ احباب کے علاوہ حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانؓ بھی اس قافلہ میں حضورؓ کے ترجمانِ خصوصی کی حیثیت سے شامل تھے جو پہلے سے لندن میں موجود تھے۔ مکرم چودھری محمد شریف وکیل اپنے خرچ پر اس قافلہ میں شامل ہوئے۔

حضورؓ کا قافلہ بذریعہ ریزرو کمپارٹمنٹ ریل کار بٹالہ سے دہلی کی طرف روانہ ہؤا، مختلف مقامات کی جماعتوں کے احباب نے آپ کا دیدار کیا اور دعاؤں سے الوداع کہا۔ لدھیانہ کی جماعت نے آپؓ کے آنے کی خوشی میں تمام ٹرین پر برف اور دودھ کا شربت تقسیم کیا۔ پھولوں کے ہار ہر مقام پر آپؓ کو پہنائے جاتے رہے۔ جالندھر کے سٹیشن پر سوڈا برف اور آم دوستوں کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ لدھیانہ سے آگے حضورؓ نے قادیان کی یاد میں ایک نظم کہی جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

ہے رضائے ذات باری اب رضائے قادیاں

مدعائے حق تعالیٰ مدعائے قادیاں

جینتی پور، امرتسر، بیاس، چھاؤنی، جالندھر چھاؤنی، پھگواڑہ کے مقامات پر آپؓ اور آپؓ کے رفقائے سفر کی تصاویر لی گئیں۔ امرتسر میں قافلہ نے ایک دن قیام کیا۔ یہاں مستری محمد موسیٰ صاحب نے برف کا انتظام کیا جو دہلی تک ساتھ رہی۔ دہلی کے سٹیشن پر دہلی، بریلی، شاہ جہانپور، قائم گنج اور علی گڑھ کی جماعتیں آپ کے استقبال کے لیے حاضر تھیں۔ یہاں سے آگے متھرا کے اسٹیشن پر بھی تصویر لی گئی جہاں آگرہ کی جماعت حاضر تھی۔ اسلم صاحب نے فرخ آبادی عمدہ نسل کے آم حضورؓ کی خدمت میں پیش کیے اسی طرح دہلی کے مقام پر عبدالغفار خان صاحب نے قائم گنج کے نہایت عمدہ نسل کے آموں کا ایک ٹوکرا حضورؓ کی خدمت میں پیش کیا جو آپؓ نے قبول فرمائے۔ متھرا اور آگرہ کے درمیان کے گاؤں کا آپؓ نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے نظارہ کیا۔ ملکانہ کے علاقہ سے گزرتے ہوئے یہاں کے اور دوسرے معاملات کے لیے دعا کی اور قربانی کے لیے رقم دی۔

لاہور اور امرتسر کے احمدی احباب کے ساتھ امرتسر ریلوے سٹیشن پر

جب قافلہ آگرہ، گوالیار اور جھانسی سے ہوتے ہوئے بھوپال پہنچا تو حضورؓ کے ارشاد پر قافلہ والوں نے 13 اور 14 جولائی کو یعنی بمبئی پہنچنے تک محض انگریزی یا عربی میں ہی آپس میں گفتگو کی۔ حضورؓ نے فرمایا کہ جس نے اردو میں بات کی وہ ایک آنہ جرمانہ ادا کرے، یہ آنے والے دنوں کی تیاری تھی، لیکن جب کوئی غیر شخص گفتگو میں شامل ہو محض اس وقت اردو بولنے کی اجازت ہو گی۔ بمبئی سٹیشن تک اس پر عمل کیا گیا۔ 13 جولائی کو شام کا کھانا اور 14 جولائی کو دوپہر کا کھانا گاڑی کی ڈائننگ کار میں کھایا گیا جس میں چھری کانٹے سے کھانے کی ٹریننگ دی گئی۔ 14 جولائی کو عیدالاضحیہ تھی۔ حضورؓ نے عید کی نماز منماڑ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر پڑھائی اور عید کا خطبہ دیا۔ اس سے آگے وکٹوریہ کے اسٹیشن پر حیدرآباد، سورت، ایلچ پور، مالابار، سکندر آباد، اور بمبئی کی جماعتیں استقبال کے لیے موجود تھیں۔ یہاں بھی قافلہ کی تصاویر لی گئیں۔ یہاں آپؓ نے انجمن احمدیہ بمبئی کی میمن بلڈنگ میں قیام فرمایا۔ اس مختصر قیام کے دوران دو سیٹھ آپ سے ملاقات کے لیے آئے جنہیں آپ نے تبلیغ فرمائی۔ قافلہ مختلف شہروں، سے ہوتا ہؤا بمبئی پہنچا تھا۔ راستے میں مقامی جماعتوں کے احباب کے علاوہ دیگر لوگ بھی کثیر تعداد میں خلیفۂ وقت سے ملاقات، مصافحہ اور دیدار سے فیضیاب ہوئے۔ یعنی ابتدا ہی سے اس سفر کی برکات لوگوں تک پہنچنے لگیں۔ ہر موقع پر آپؓ اور آپؓ کے گیارہ رفقاء جو سبز پگڑیوں، بند گلے کے سیاہ کوٹ اور پاجامہ میں ملبوس تھے، کی تصاویر لی جاتی رہیں جو اخبارات کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے میں پہنچیں۔ آپؓ اس وقت معمول کے لباس ململ کی سفید پگڑی، کھلے گلے کا لمبا کوٹ اور سفید لٹھے کی شلوار میں ملبوس تھے۔

بمبئی پہنچنے پر اہلِ قافلہ کا بحری سفر کے لیے کچھ ضروری اشیاء خورونوش، کمبل، کپڑے، جوتے وغیرہ خریدنے کا ارادہ تھا لیکن وقت کی تنگی کی وجہ سے یہ کام رہ گیا اور ان اشیاء کے بغیر ہی سفر کرنا پڑا۔

بمبئی کی جماعت کے ساتھ

اگلے روز 15 جولائی 1924ء کو آپؓ کے قافلہ کی بمبئی کی بندر گاہ سے ایس ایس افریقہ نامی جہاز سے عدن کے لیے روانگی تھی۔ چند رفقاء سفر کے لیے ضروری طبی معائنہ اب تک مکمل نہ کرواسکے تھے۔ بمشکل عین وقت پر ان کا طبی معائنہ مکمل ہوّا اور انہیں جہاز پر سوار ہونے کی اجازت ملی جبکہ ان کا سامان پہلے ہی جہاز میں جاچکا تھا۔

یہاں بھی الوداع کہنے والوں کا ہجوم تھا۔ حضورؓ نے جہاز چلنے سے قبل متعدد بار دعا کروائی، جماعت کے نام محبت بھرا برقی پیغام دیا اور دیر تک رخصت کرنے کے لئے آنے والے دوستوں 'عاشقانِ خلافت سے ملاقات کرتے رہے اور جہاز چلنے پر دیر تک سب کو ہاتھ ہلا کر خدا حافظ کرتے رہے۔ رفتار بھرنے سے پہلے ایک سٹیمر کے ذریعہ جہاز کو کھینچ کر سیدھا کیا گیا یعنی اس کو چکر دے کر رُخ تبدیل کیا جاتا تھا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر یہ عاشقان بھاگ بھاگ کر اس جگہ پہنچ جاتے جہاں سے حضورؓ کو قریب سے دیکھ سکتے۔ پھر سے سلام کرتے اور نعرے لگاتے جاتے۔

روانگی کے وقت اپنے پیارے امام کی ان شفقتوں کو حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانی نے جو خود اس قافلہ میں شامل تھے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

حضور نے دوستوں سے علیحدگی کے وقت جہاز کی لوٹا پھیری کی حرکات سے فائدہ اٹھا کر عجیب محبت اور تلطف کا نمونہ دکھایا۔ جہاز کا جو حصہ دوستوں کے قریب ہوتا دوڑ کر وہیں تشریف لے جاتے کبھی اس سرے کبھی دوسرے سرے۔ کبھی وسط میں اور کبھی دوسری طرف۔ غرض جہاز کے چاروں طرف حضور ایک بچھڑتے ہوئے بچے کی ماں طرح گھومتے پھرتے تھے۔ مجھے تو اس وقت سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا صفا و مروہ میں اپنے پیاسے بچے کے واسطے پانی کی تلاش میں دوڑنا یاد آگیا۔ میرے خیال میں بمبئی کے ساحل سمندر پر یہ نظارہ بھی اپنی نظیر آپ ہی تھا جو حضور کی اپنے خدام سے دلی محبت، قلبی لگاؤ اور ماں سے بھی زیادہ محبت کا ثبوت اور دلیل ہے۔ بارش بھی آگئی۔ پانی بھی برسا۔ حضور کے کپڑے بھی گیلے ہوئے مگر جب تک دوست بالکل اوجھل نہ ہوگئے حضور انہی کی طرف متوجہ رہے۔

(سفر یورپ 1924ء، صفحہ 12)

بحری سفر کا یہ حصہ نَو دن پر محیط تھا جس میں سے پہلے چار پانچ روز سمندری طوفان کا سامنا رہا۔ قافلہ والوں کے پانچ ٹکٹ سیکنڈ کلاس اور سات ٹکٹ ڈیک کے تھے۔ حضورؓ کا کیبن فرسٹ کلاس والے حصہ میں تھا۔ طوفانی سمندری لہروں سے جہاز کا اونچے سے اونچا حصہ بھی محفوظ نہیں تھا۔ ڈیک کے اگلے حصے بالکل بھی قابل استعمال نہ رہے۔ جہاز کا عملہ گھبراہٹ کا شکار تھا۔ اس کا اثر عمومی طور پر تمام مسافروں پر ہوّا۔ کھانے کی تیاری، کپڑوں کی دُھلائی وغیرہ کے انتظامات بھی شدید متاثر تھے۔ پہلے دن ہی Sea Sickness کی وجہ سے اکثر مسافروں بشمول حضورؓ کی طبیعت پر اثر تھا۔ آپؓ کو سر درد، متلی اور بخار کی شکایت تھی لیکن اس کے باوجود آپؓ دوسرے مسافروں کی عیادت اور ان کی دلجوئی میں مصروف رہے۔ اپنے رفقاء کا دل بہلانے کے لیے مولوی عبدالرحیم صاحب درد، خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب اور ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب سے نظمیں سنتے جن میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی الوداعی نظم بھی شامل تھی جو بار بار پڑھی گئی۔ آپؓ نے ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ خرابیٔ طبع کی وجہ سے آپ اپنے کیبن میں

تشریف لے گئے اور دوسرے دن بھی باہر تشریف نہ لاسکے۔ مکرم بھائی عبدالرحیم قادیانی اور مکرم چودھری فتح محمد خان کے علاوہ سب بیمار تھے اور ان دونوں کو باقی احباب کی تیمارداری کا موقع ملا۔ بیماری کی کیفیت یہ تھی کہ بعض دوستوں کو کھانے کا نام لینے پر بھی قَے ہو جاتی۔ لیکن تیسرے دن بھی سفر اسی طرح طوفان میں جاری تھا۔ حضورؓ کے ہدایت قافلہ کی خیریت کی اطلاع دینے اور سفر میں آسانی کے لیے دعا کی غرض سے امیر جماعت قادیان کے نام تار بھجا گیا۔ کمزوری کا یہ عالم ہو گیا تھا کہ کھانا کھانے، دوائی منہ میں ڈالنے، کپڑا اوڑھنے اور ہلنے تک کی سکت نہ رہی۔ لیکن

ع تیری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائیں گے ہم

کا عزم لیے پورا قافلہ ایمان کی حرارت سے سرشار تھا۔ باوجود ان ناخوشگوار حالات کے حضورؓ حتی الامکان باجماعت نماز کا اہتمام فرماتے رہے۔ احباب کی عیادت اور دلجوئی، جماعت کے نام نصیحت اور شفقت سے بھرے خطوط لکھنے، ہمسفروں کے ساتھ لطیف مضامین پر گفتگو، تقاریر اور تبلیغ میں وقت گزرا۔

حضورؓ خود بھی بیمار تھے لیکن دوسروں کی دلجوئی کی خاطر اپنے کیبن سے باہر تشریف لائے۔ بعض دوستوں نے ان تین دنوں میں چند سنگترے، لیموں یا چٹنی یا ایک ٹوسٹ وغیرہ کے کچھ بھی نہ کھایا تھا۔ آپؓ نے وہ آم منگوائے جو آپ کو سفر کے آغاز میں تحفۃً پیش کیے گئے تھے۔ ان میں سے ایک حصہ الگ کر کے جہاز کے افسروں کو دیا اور باقی آم ٹھنڈے کروا کے رفقاء کے ساتھ کھائے اور جہاز کے چند اور مسافروں کو بھی دیئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ جہاز کا عملہ اس تحفہ پر آپؓ کا شکر گزار تھا۔ آپؓ نے آموں کے ذائقہ کی تعریف کی اور آموں کا تحفہ دینے والوں کے لیے دعا کی۔ آپؓ نے خاص طور پر ان دو رفقاء کی جو باقی بیمار دوستوں کی تیمارداری میں مصروف رہے تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ

'ان دنوں میں اس سفر کے دوران میں بھائی جی اور چودھری فتح محمد خان صاحب نے شیروں کا کام کیا ہے۔ جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔'

سفر کے تیسرے دن کی رات کو طوفان اور بھی شدت اختیار کر گیا۔ جہاز میں فرسٹ کلاس ڈرائنگ روم سب سے اوپر تھا۔ زیادہ تر دوست یہاں کے ڈیک پر تھے لیکن وہ حصہ بھی مسلسل گیلا رہا اور یہاں لیٹنا تو درکنار بیٹھنا بھی مشکل تھا۔ کپڑے، بستر، اور دیگر سامان کچھ بھی پانی کی لہروں سے بچا ہوا نہیں تھا۔ کچھ لوگ زیریں حصہ کے ڈیک پر تھے۔ جہاز پانی سے 20 فٹ کے قریب اوپر تھا اور طوفان کی لہریں بعض اوقات اس سے بھی 20 فٹ اونچائی پر پہنچ جاتیں۔ حضورؓ کا لباس مبارک بھی بھیگا ہوا تھا اور اسی طرح ہی باقی سب کے بھی حالات تھے۔ چوتھی رات بھی اسی طرح طوفان کے بپھرے ہوئے تیور دیکھ کر جیسے تیسے گزر ہی گئی۔

بحری سفر کے پانچویں دن جا کر موسم قدرے بہتر ہو گیا۔ جہاز کے عملہ سے کہہ کر آلو اور چاول ابلوا کر کھائے گئے۔ اس دن عصر کی نماز کے بعد حضورؓ بھی اپنے کیبن سے باہر تشریف لائے۔ قادیان تار بھجوائی۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں باجماعت پڑھائیں۔

جہاز پر کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو سوچ رہے تھے کہ کیا خشکی کے راستے لندن جانے کا کوئی راستہ بھی ہے؟ واپس جانا ممکن ہے؟ کچھ لوگوں کے لیے بحری جہاز میں یہ پہلا سفر تھا اور طوفان کی وجہ سے سفر کی مشکلات میں کئی گنا اضافہ ہو گیا تھا۔ ایسے میں کچھ دلچسپ صورتِ احوال بھی سامنے آئی جسے حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانی نے لطائف کے نام سے تحریر کیا ہے:

"ہمارے مکرم چودھری علی محمد صاحب تین دن تک حیرت واستعجاب سے دوستوں سے کہتے رہے کہ خدا جانے نمک یہاں کہاں سے آگیا ہے۔ جب زبان ہونٹوں پر پھیرتا ہوں نمکین مزہ ہوتا ہے۔ ان کو معلوم نہ تھا کہ سمندر کا پانی نمکین اور کھاری ہوتا ہے۔ صاحبزادہ حضرت میاں شریف احمد صاحب نے ان کو بتایا کہ سمندر کا پانی کھاری ہوتا ہے۔ اس پر انہوں نے تعجب کیا اور بتایا کہ میں حیران تھا کہ کیوں ہر وقت میری زبان اور ہونٹ نمکین رہتے ہیں۔

حضور کی مجلس میں اس کا ذکر آیا۔ فرمایا علی محمد پورا مولوی ہے اس کی نظر صرف عَذْبٌ فُرَاتٌ پر ہی رہی مِلْحٌ اُجَاجٌ یاد نہیں رہا۔ مولوی میرک شاہ کی طرح جس نے پوچھا تھا کسی حاشیہ نشین سے کہ دیوبند کس ضلع میں واقع ہے۔ اس طرح سے چودھری علی محمد صاحب اب پورے مولوی صاحب کہلانے لگے۔"

"کل صبح چودھری محمد شریف صاحب نے لائم جوس (Lime Juice) منگایا۔ جہاز کا خادم لے کر آگیا۔ صاحبزادہ حضرت میاں شریف احمد سلمہ ربہ تشریف فرما تھے ان کے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا میں نے تو منگایا نہیں چودھری محمد شریف صاحب نے منگایا ہو گا۔ یہ سن کر بولا کیا کروں آپ لوگوں میں سے ہر ایک کی ڈاڑھی ہے پہچان تو ہوتی نہیں گڑبڑ ہو ہی جاتی ہے۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ تم لوگوں کی شناخت میں ہمیں ڈاڑھی نہ ہونے کے باعث گڑبڑ ہو جاتی ہے۔"

”کل حضور کی خدمت میں کھانے کی فہرست آئی۔ بعض چیزیں حضور نے کاٹ دیں بعض رہنے دیں۔ ایک چیز کا نام سب سے لمبا لکھا ہوُا تھا۔ حضور نے اس کے لمبے نام کی وجہ سے اس کو رہنے دیا مگر جب وہ آیا تو معلوم ہوُا کہ ایک اُبلا ہوُا بے چھلا آلو تھا۔“

”حضور نے کل کی مجلس میں بیان فرمایا کہ کل دوپہر کے کھانے کے ساتھ ایک رومال بجائے تہہ کر کے لانے کے نوکدار مینار کی شکل بنا کر لایا گیا۔ چودھری علی محمد صاحب بیٹھے ہوئے تھے تعجب اور حیرت کی آنکھوں اس کو دیکھتے رہے۔ دیر تک دیکھنے کے بعد آخر ان سے نہ رہا گیا تو دریافت ہی کر لیا کہ اس میں کیا ہے؟ بتایا گیا کہ خالی رومال ہے تو ان کو یقین نہ آیا اور جانا کہ ضرور اس میں کچھ ہے اور وہ عجیب چیز ہے مگر جب کھول کر ان کی تسلی کر دی گئی تو خاموش ہوئے۔“

(سفر یورپ، صفحات 25-28)

20 جولائی بروز اتوار سمندری طوفان کافی حد تک تھم گیا۔ جہاز پر اس دن کے چند مناظر ملاحظہ کیجیے:

”چھٹا دن جہازی سفر کا یعنی 20 / جولائی اتوار کا دن گویا یہ جہازی لوگوں کے لیے عید کا دن ہے۔ سمندر بڑی حد تک ساکن ہے۔ ہوا کم ہے۔ دھوپ نکلی ہوئی ہے۔ لوگ اپنی اپنی جگہ چھوڑ کر ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ کپڑے جو 6 دن سے بھیگے ہوئے خشک نہ ہوئے تھے آج دھوپ میں پھیلائے گئے ہیں۔ جہاز کے وہ روشندان جو لہروں اور طوفان کے پانی کی وجہ سے بند کر دیئے گئے تھے آج کھول دیئے ہیں اور آج جہاز میں ایک قسم کی چہل پہل نظر آتی ہے۔ لوگوں نے کپڑے بدل دیئے ہیں اور مَیلے کپڑے دھوبیوں کے حوالے کر دیئے گئے ہیں۔ 6 دن سے دھوبیوں کو کہا جاتا ہے کہ کپڑے دھو دو مگر وہ کہتے تھے جب تک پہلے کپڑے خشک نہ ہوں اور کیوں کر دھوئیں۔ دھوبیوں نے بھی آج جہاز کو سفید کپڑوں سے جھنڈیوں کی طرح رسیوں پر خشک ہونے کو لٹکا کر سجا دیا ہے۔“ (سفر یورپ، صفحہ 23)

اس دن کی ایک دلچسپ روایت حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان کے الفاظ میں یوں درج ہے:

”اس روز جب حضور نے نماز عصر جملہ احباب سمیت جہاز کے فرسٹ اور سیکنڈ کلاس کے صحن میں ادا کی اور بعد نماز حضور مصلے پر تشریف فرما ہوئے اور تمام رفقائے سفر حضور کی خدمت میں حاضر تھے تو جہاز کے ڈاکٹر نے (جس کا نام مینگلی تھا اور اٹلی کا باشندہ تھا) حضور کی طرف اشارہ کر کے آہستہ سے کہنے لگا ‘Jesus Christ and twelve Disciples’ یعنی یسوع مسیح اور بارہ حواری۔ یہ سن کر میری حیرت کی کچھ حد نہ رہی کہ خدا تعالیٰ کیسا قادر ہے کہ پوپ کی بستی کا رہنے والا ایک نہایت سچی اور عارفانہ بات کہہ رہا ہے۔“ (تاریخ احمدیت، جلد 4، صفحہ 437)

21 جولائی سفر کے ساتویں دن موسم اور جہاز کے انتظامات دونوں معمول پر آ گئے۔ آج اور اس سے اگلے دن 22 جولائی کو دوست احباب کو مل کر بیٹھنے کا موقع ملا جس میں جہاز کے اور مسافر بھی شامل رہے۔ تبلیغ کے خوب مواقع ملے۔ آج یعنی سفر کے آٹھویں دن پہلی بار سب نے کھڑے ہو کر باجماعت نمازیں ادا کیں۔ حضورؓ خطوط اور بعض اور تحریریں لکھنے میں مصروف رہے۔ آپؓ نے 21 خطوط تحریر فرمائے۔ جس کی وجہ سے طبیعت پر اثر ہوُا لیکن آپؓ کو اس بات کا احساس تھا کہ جہاز عدن پہنچنے والا ہے جہاں سے ڈاک قادیان اور دوسری جگہوں پر بھیجی جاسکتی تھی۔ یہ امید بھی تھی کہ وہاں قادیان سے آنے والی ڈاک بھی مل جائے گی جس سے وہاں کے حالات کا علم ہو گا۔ قادیان یعنی دیارِ محبوب سے دوری کا احساس سب کو ہر وقت ہی رہتا تھا۔

یورپ جاتے ہوئے قاہرہ کے ریلوے سٹیشن پر

میاں رحم دین صاحب نے جو اب تک مسلسل بیمار تھے، آج اچھا محسوس کر رہے تھے۔ انہوں نے خود سالن بنایا جو حضورؓ نے بھی کھایا اور پسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے دعا دی۔ طوفان کے دوران سمندری پانی کالا دکھائی دیتا تھا اب وہ نیلگوں، خوبصورت اور پر سکون لگ رہا تھا۔ ایک اٹالین جہاز جو عدن سے آ رہا تھا دکھائی دیا۔ جب وہ قریب آیا تو اس جہاز کے ڈاکٹر نے ایک تصویر صرف حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی لی اور دوسری آپؓ کی رفقاء کے ساتھ (جس میں میاں رحم دین صاحب شامل نہ تھے)۔

23 جولائی کو جہاز عدن پہنچا۔ اس کے بعد پھر پورٹ سعید تک سفر جاری رہا۔ سفر کے اس حصہ میں حضورؓ کی توجہ شام

اور مصر میں تبلیغ سے متعلق ایک ٹھوس لائحہ عمل بنانے اور اس کی کامیابی کی لیے دعا کی طرف مرکوز رہی۔ 25 جولائی کو جب جہاز جدہ اور مکہ شریف کے سامنے سے گزرنے والا تھا حضورؓ نے خصوصی دعا کے لیے دو رکعت نماز باجماعت پڑھائی۔ اور آئندہ آنے والے دنوں کے لائحہ عمل پر اپنے رفقاء کے ساتھ بات چیت میں مصروف رہے۔ 26 جولائی کو حضورؓ مضمون لکھنے میں مصروف رہے۔ 27 اور 28 جولائی کو آپؓ نے جماعت کے نام اپنے ہاتھ سے مکتوب لکھا جس میں خصوصیت سے اس بات کا ذکر فرمایا کہ اس بات کا یقین ہے کہ یورپ اسلام کی خوبصورت تعلیمات کو تو آسانی سے قبول کرلے گا لیکن دوسرا اہم کام اہل یورپ کا اسلامی تمدن کو اپنانا ہے۔ اسلام کی تعلیم و تمدّن کی اصل رنگ میں قبولیت ہی حقیقی کامیابی ہو گی۔

پورٹ سعید سے بذریعہ ایکسپریس گاڑی آپ دو دن کے لیے قاہرہ تشریف لے گئے وہاں آپؓ اخبارات کے مدیروں سے ملے جنہوں نے آئندہ تبلیغ کے سلسلہ میں ہر طرح سے تعاون کی حامی بھری۔ یہاں کی بڑی مذہبی معزز شخصیات آپ سے ملنے آئیں۔

اس کے بعد آپ قاہرہ سے دو دن کے لیے بیت المقدس تشریف لے گئے۔ یہاں کے اہم مقامات میں انبیاء کی قبور، حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کا مقام اور وہ جگہ جہاں حضرت عمرؓ نے نماز پڑھی اور بعد میں وہاں مسجد تعمیر کی گئی، وغیرہ شامل ہیں۔ بیت المقدس کی وہ دیوار جو پہلے یہودیوں کے سب سے بڑے معبد کا حصہ تھی جسے مسیحیوں نے یہودیوں سے چھینا پھر مسلمانوں نے اسے مسجد بنادیا یہاں یہودی دو ہزار سال سے اس دیوار کے پیچھے ہفتہ میں دو دن کھڑے ہو کر بائبل کی دعائیں پڑھ پڑھ کر عاجزی کا اظہار اور گریہ وزاری کرتے ہیں۔ جب حضورؓ اس مقام پر تشریف لے گئے وہ اتفاق سے گریہ وزاری کا دن تھا اور آپؓ نے یہ مناظر خود مشاہدہ فرمائے اور یہودیوں کی اس قابلِ رحم حالت پر دکھ محسوس کیا۔ اسی قیام میں آپؓ نے فلسطین کے قائم مقام گورنر ہائی کمشنر گلبرٹ کلیٹن سے ملاقات میں ملکی اور مسلمانوں کے تعلیمی معاملات میں آزادی کی شکایات پر بات کی نیز ان سے فلسطین کے حالات معلوم کیے۔ موصوف سلسلہ احمدیہ سے متاثر نظر آتے تھے۔ حضورؓ نے ان کی کھانے کی دعوت قبول فرمائی۔

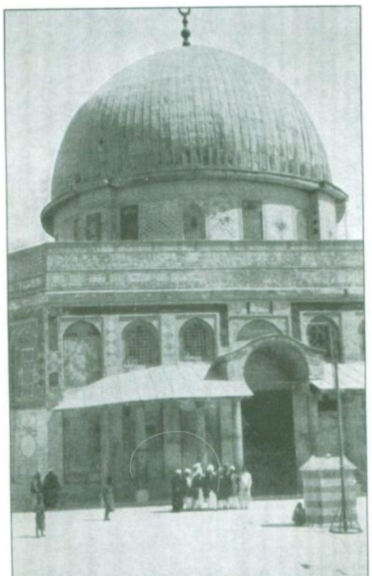

یورپ جاتے ہوئے یروشلم (بیت المقدس) کی مسجد عمر میں

اخبار الفضل نے قاہرہ اور یروشلم میں حضورؓ کی مصروفیات کی اطلاع دیتے ہوئے لکھا:

"بہت سے ذی اثر اصحاب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات کی اور حضور کے ہمراہیوں سے بھی ان کی ملاقات ہوئی۔ آپس میں مسائل حاضرہ اور خاص کر مسئلہ خلافت پر تبادلۂ خیالات ہوا۔ قاہرہ کے لوگوں نے سلسلہ احمدیہ کے متعلق بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔ 31 جولائی حضرت خلیفۃ المسیح یروشلم پہنچے اور 2/ اگست کو پریذیڈنٹ کونسل نے حضور کے اعزاز میں ایک پارٹی دی جس میں شہر کے معززین کو حضور سے ملاقات کرنے کے لیے مدعو کیا۔ پریذیڈنٹ صاحب نے سلسلہ احمدیہ کے متعلق حضور سے بہت دیر تک سلسلہ گفتگو جاری رکھا۔ 3/ اگست کو فلسطین کے ہائی کمشنر نے حضور کو دعوت پر مدعو کیا۔ اور حضور سے اسلامی دنیا کی موجودہ سیاسی حالت پر اور اہل اسلام کے مفاد کی نگہداشت کے متعلق گفتگو کی۔"

(اخبار الفضل، قادیان دارالامان 23/ اگست 1924ء، صفحہ 2، کالم 3)

فلسطین سے قافلہ دمشق کو روانہ ہوا۔ 4/ اگست کو حیفا سے بذریعہ ریل آپؓ کا قافلہ دمشق پہنچا جہاں 9/ اگست تک قیام تھا۔ شروع میں رہائش کی جگہ کے لیے دقت پیش آئی۔ لیکن بعد میں یہاں حضورؓ کو غیر معمولی کامیابی اور شہرت ملی۔ پہلے دن جب آپؓ اپنے مقصدِ سفر اور دمشق سے متعلق پیشگوئی کے پورا ہونے کی دعا کرتے ہوئے سوئے تو رات کو آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے عبدٌ مکرمٌ یعنی ہمارا بندہ جس کو عزت دی گئی۔ یہ الفاظ پورے ہوئے اور اگلے دن کثرت سے لوگ ملاقات کے لئے آنے لگے۔ دو سَو سے لے کر بارہ سَو تک لوگ سارا دن آپؓ کے ہوٹل کے باہر کھڑے رہتے۔ کچھ مخالفت بھی دیکھنے کو ملی لیکن کثرت سے لوگ اجازت سے اندر ملنے کے لیے آتے رہتے۔ لوگ آپ کو دیکھ کر کہتے کہ ھٰذَا ابنُ المھدی۔ کالجوں کے پروفیسر اور لڑکے آپ کو یا استاذ کہہ کر مخاطب کرتے اور آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ کو احتیاط سے نوٹ کرتے جاتے۔ اخبارات میں ہمارے سلسلہ کے بارے میں لمبے لمبے تعریفی مضامین شائع ہوئے اور ایسے اخبارات جلد اور زیادہ تعداد میں فروخت ہو جاتے۔

دمشق سے متعلق ایک پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر کرنا یہاں بہت اہم ہے۔ دجال کے خروج اور یاجوج ماجوج کے ظہور کے تعلق میں صحیح مسلم کی ایک طویل حدیث میں ذکر ہے کہ آخری زمانہ میں دجال کا ظہور ہو گا اور جب وہ اپنے شعبدے دکھا رہا ہو گا کہ

”... اتنے میں اللہ مسیحؑ ابن مریم کو مبعوث کرے گا اور وہ سفید مینار کے پاس دمشق کے شرقی جانب دوزرد چادروں میں دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا۔ جب وہ اپنا سر جھکائے گا تو موتی کی طرح بوندیں ٹپکیں گی۔ کافر (جو) اس کی سانس کی ہوا پائے، اس کے لیے کچھ چارہ ممکن نہیں مگر یہ کہ وہ مر جائے گا اور اُس کی سانس وہاں تک جائے گی جہاں تک اس کی نظر جائے گی۔ پھر وہ (مسیح دجال) کو تلاش کرے گا یہاں تک کہ اسے بابِ لُدّ پر پالے گا اور اسے قتل کر دے گا...“ (ماخوذ از حدیقۃ الصالحین، صفحہ 739)

حضرت مسیح موعودؑ نے اس حدیث کا ذکر اپنی تصنیف حمامۃ البشریٰ میں فرمایا ہے:

... ”ثُمَّ یُسافِرُ المسیح الموعود أو خلیفَةٌ مِّنْ خُلَفائِهِ إلی أرضِ دمشق، فھذا معنی القول الذی جاء فی حدیث مسلم أنّ عیسی ینزل عند منارة دمشق، فإنّ النزیل ھو المسافر الوارد من ملک آخر و فی الحدیث ... إشارةٌ إلی أنّہ یسیر إلی مدینة دمشق من بعض البلاد المشرقیة و ھو ملک الھند۔“ (حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 225) ترجمہ: پھر مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ سرزمین دمشق کا سفر اختیار کرے گا۔ یہ ہے صحیح مسلم کی اس حدیث کا معنی جس میں آیا ہے کہ عیسیٰ دمشق کے منارہ کے قریب نازل ہو گا کیونکہ نزیل ایسے مسافر کو کہتے ہیں جو کسی دوسرے ملک سے آیا ہو اور حدیث میں... اشارہ ہے کہ وہ بعض مشرقی ممالک سے دمشق شہر کی طرف آئے گا اور یہ مشرقی ملک ہندوستان ہے۔“

اس پیشگوئی کو پورا کرنے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے حضرت مصلح موعودؓ نے سفر یورپ کی منصوبہ بندی کرتے وقت دمشق جانے کا بھی ارادہ فرمایا تھا۔ چنانچہ اس سفر میں آپ مصر، فلسطین، شام اور لبنان کا دورہ فرمانے کے بعد دمشق پہنچے۔ یہاں آپ اور آپ کے ساتھیوں کا ہوٹلز میں قیام تھا۔

یہ پیشگوئی کیسے پوری ہوئی؟ حضورؓ فرماتے ہیں:

منارۃ البیضاء کا بھی عجیب معاملہ ہؤا۔ ایک مولوی عبد القادر صاحب (المغربی۔ ناقل) حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کے دوست تھے۔ ان سے میں نے پوچھا کہ وہ منارہ کہاں ہے جس پر تمہارے نزدیک حضرت عیسیٰؑ نے اترنا ہے کہنے لگے۔ مسجد امویہ کا ہے لیکن ایک اور مولوی صاحب نے کہا کہ عیسائیوں کے محلّہ میں ہے ایک اور نے کہا حضرت عیسیٰ آکر خود بنائیں گے۔ اب ہمیں حیرت تھی کہ وہ کون سا منارہ ہے۔ دیکھ تو چلیں صبح کو میں نے ہوٹل میں نماز پڑھائی اس وقت میں اور ذوالفقار علی خان صاحب اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب تھے یعنی میرے پیچھے دو مقتدی تھے۔ جب میں نے سلام پھیرا تو دیکھا سامنے منارہ ہے اور ہمارے اور اس کے درمیان صرف ایک سڑک کا فاصلہ ہے۔ میں نے کہا یہی وہ منار ہے اور ہم اس کے مشرق میں تھے۔ یہی وہ سفید منارہ تھا اور کوئی نہ تھا۔ مسجد امویہ والے منار نیلے سے رنگ کے تھے جب میں نے اس سفید منارہ کو دیکھا اور پیچھے دو ہی مقتدی تھے تو میں نے کہا کہ وہ حدیث بھی پوری ہو گئی۔

(تاریخ احمدیت، جلد 4، صفحہ 443)

دمشق سے آگے بیروت سے قافلہ 10 / اگست کو حیفا پہنچا اور وہاں سے حضورؓ عکہ میں بہائیوں کا مرکز دیکھنے تشریف لے گئے لیکن یہ معلوم ہونے پر کہ بہائی وہاں سے تین چار میل دور ایک گاؤں منشیہ میں ہیں، آپؓ وہاں تشریف لے گئے۔ بہجہ میں بھی آپؓ دو گھنٹے تک ٹھہرے۔ یہ جگہ گمنام سی تھی۔ آپ کو وہاں کے مقامی باشندوں نے بتایا کہ کبھی کبھار ہی یہاں کوئی مہمان آجاتا ہے ورنہ بہائی اکثر ایران میں اور کچھ امریکہ میں رہتے ہیں باقی ملکوں میں تھوڑی تعداد میں ہیں۔ 11 / اگست کو اگلے دن حیفا سے آپؓ کی پورٹ سعید کے لیے روانگی تھی جہاں سے 13 / اگست کو آپؓ کا قافلہ پلنا نامی جہاز پر برنڈزی کی لیے روانہ ہؤا۔

16 / اگست کو آپؓ اٹلی کی بندرگاہ برنڈزی پہنچے اور یہاں سے گاڑی کے ذریعہ 17 / اگست کو عیسائیت کے پوپ کے مرکز روما پہنچ گئے جہاں آپ چار روز کے قیام کے دوران مسلسل تبلیغ میں مصروف رہے، اٹلی کے وزیر اعظم مسولینی سے ملاقات کی۔ روما کے سب سے زیادہ مشہور اخبار لاٹربیونا نے آپ کا ایک مفصل انٹرویو شائع کیا جس سے کثرت سے اسلام کی تبلیغ ہوئی۔

یہاں آپؓ نے اصحابِ کہف کی غاریں بھی دیکھیں۔ آپؓ نے تفسیرِ کبیر میں ان تہ خانوں یا غاروں کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

”یہ تہ خانے تین منزل میں بنے ہوئے ہیں اور 1924ء میں انگلستان جاتے ہوئے روم میں مَیں نے خود ان کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ پہلی منزل کے کمروں کو تو انسان بغیر کسی تکلیف کے دیکھ سکتا ہے۔ دوسری منزل میں بہت دم گھٹتا ہے۔ اور تیسری منزل یعنی سب سے نیچے کے تہ خانہ میں جانا تو نمی اور تاریکی کی وجہ سے قریباً ناممکن ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ان تہ خانوں کو مسیحیوں نے اپنی ضرورت کے مطابق اس طرح بنالیا تھا جیسے بھول بھلیاں ہوتی ہیں ... مگر بہر حال وہ بھیانک جگہیں ہیں جہاں غالباً صرف تعاقب کے وقت میں تھوڑی دیر کے لیے مسیحی پناہ لیتے تھے۔ چونکہ سارے راستوں کی لمبائی کئی سو میل تک جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان جگہوں میں عیسائیوں کا پکڑنا آسان کام نہ ہوتا تھا۔ مگر گورنمنٹ آخر گورنمنٹ ہوتی ہے کئی دفعہ پولیس پکڑ بھی لیتی تھی اور وہیں ان کو قتل بھی کر دیتی تھی۔ میں نے ایسے شہداء کی بہت سی قبریں وہاں دیکھی ہیں۔ ہم نے بعض کتبے پادری سے پڑھوا کر معلوم کیا کہ ان میں وہ دردناک واقعات بیان کیے گئے ہیں جو شہادت کے وقت ان کو پیش آتے تھے۔۔ ڈسیس کے وقت میں چونکہ قانون بنادیا گیا تھا کہ مسیحی بتوں کو سجدہ کرنے پر مجبور کئے جائیں اور بہت سختی سے مسیحیوں کو مارا جاتا تھا۔ یہ زمانہ قریباً سارا کا سارا عیسائیوں نے کیٹا کومبز میں گزارا۔ سوائے ان کے جنہوں نے ڈر کر مذہب کو ظاہراً خیر باد کہہ دیا۔ اس لیے اس زمانہ میں اصحابِ کہف نے ایک نہایت شاندار مثال قربانی کی پیش کی تھی ...“ (تفسیر کبیر جلد6، صفحات 485-486)

(نوٹ: تصویر از کتاب تواریخ مسجد فضل لندن۔ یہ روما میں کھینچی گئی قافلہ کی تصویر ہے جس میں چودھری علی محمد صاحب کسی کام میں مصروف ہونے کی وجہ سے شامل نہ ہوسکے)

21/ اگست کو آپؓ کا قافلہ فرانس پہنچا

پیرس کی مسجد سے باہر تشریف لاتے ہوئے

حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ پیرس (فرانس) کی مسجد میں

اور بذریعہ گاڑی 22/اگست 1924ء کو 6 بجے کے قریب آبنائے انگلستان عبور کر کے آپؓ بخیر و عافیت لندن کے وکٹوریہ سٹیشن پہنچے اور اجتماعی دعا کروائی۔

ورود لندن، سٹیشن کا نظارہ (تصویر از کتاب تواریخ مسجد فضل لندن)

حسبِ سابق یہاں پر بھی تصاویر لی گئیں اور آپؓ کے لندن میں ورودِ مسعود کی خبر اخبارات کی زینت بنی۔ یہاں سے آپؓ کا قافلہ باب اللُّد پہنچا۔ سینٹ پال کے گرجا کے پاس رُکا۔ یہاں حضورؓ نے اسلام کی فتح اور کسرِ صلیب کے لیے دعا کی۔ اس کے بعد آپ اپنی قیام گاہ Chesham Place تشریف لے گئے اور دعا کے بعد یہاں پر قیام فرمایا۔ یعنی سفر کے ہر گام پر آپؓ نے اللہ کی بارگاہ میں سفر کی کامیابی، اسلام کی فتح اور کسرِ صلیب کے لیے دعائیں کیں۔

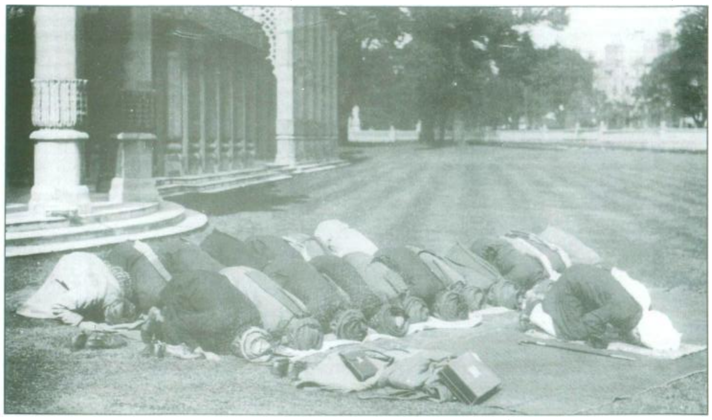

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رائل پارک انگلستان میں اپنے خدام کے ہمراہ نماز ادا کرتے ہوئے

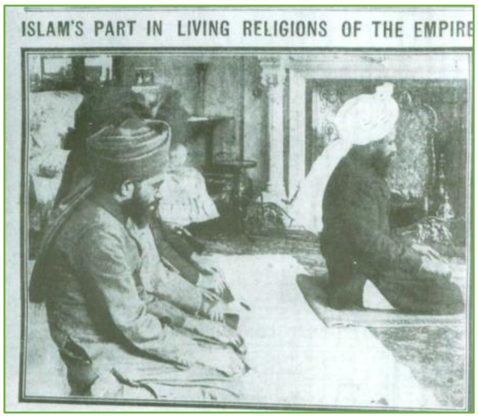

دورہ انگلستان کے موقع پر Chesham Place میں حضرت خلیفۃ المسیح نماز پڑھا رہے ہیں

لندن میں آپؓ کی مصروفیات

لندن میں آپؓ قریباً نو ہفتہ تک قیام فرما رہے۔ یہاں پہنچتے ہی آپؓ نے مختلف امور کی انجام دہی کے لیے اپنے رفقاء کی ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی۔ کثرت سے اخبار کے نمائندوں کو انٹرویو دیے۔ با اثر غیر از جماعت شخصیات کو ملاقات کا شرف بخشا۔ وہاں پر موجود ویمبلے اور انڈیا دفاتر میں تشریف لے گئے اور اہل انگلستان کے لیے حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت اور تعلیم کے حوالہ سے ایک مفصل پیغام دیا جس کا فی البدیہہ ترجمہ حضرت سر چودھری محمد ظفر اللہ خانؓ نے سنایا۔

لندن میں آپؓ کے قیام کو ابھی ایک ہی ہفتہ گزرا تھا کہ آپؓ کو کابل میں مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی سنگساری سے شہادت کی الم ناک خبر پہنچی۔ آپ نے بہت مغموم دل لیکن کمال حوصلے کے ساتھ اس حادثے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے اور آئندہ ایسے حادثات کو روکنے کے لیے اقدامات کرنے میں دن رات ایک کر دیے۔

دوسری طرف تبلیغ و اشاعت اور اہم مقامات دیکھنے کی مصروفیات بھی برابر جاری تھیں۔ آپؓ برائٹن بھی تشریف لے گئے جہاں جنگِ عظیم میں شہید ہونے والوں کے حق میں تقریر فرمائی اور دعا کی۔ ان نظاروں کو یہاں کے سینما اور اخبارات نے خوب اجاگر کیا اور بعد میں دنیا بھر کے سینما گھروں میں دکھایا گیا۔ یہاں سپر چولزم (Spiritualism) سوسائٹی کے جلسہ میں شرکت فرمائی۔ آپؓ نے مختلف مذاہب کے لوگوں، جن میں طالبعلم بھی شامل تھے، کی دعوت کی۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ یونین کے اجلاس میں پہلا انگریزی لیکچر دیا۔ خطبات جمعہ ارشاد فرمائے۔ ویمبلے کانفرنس کے صدر سے ملاقات کی۔ کرنل ڈگلس، جنہوں نے عدل وانصاف سے کام لیتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف بنائے جانے والے ایک بے بنیاد مقدمہ کو خارج کر دیا تھا، آپ سے ملنے کے لیے آئے۔

23 ستمبر 1924ء کا دن جہاں جماعت احمدیہ کی نورافشاں تاریخ میں ایک اور روشن باب کا اضافہ کر گیا وہاں اہلِ انگلستان کے لیے بھی ایک اہم سنگِ میل ثابت ہوا کیونکہ یہاں کے باشندوں کے لیے آج دینِ مکمل یعنی اسلام کی روحانی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی تھی۔ آج ویمبلے کانفرنس کا مذہبی جلسہ تھا جس میں بہت سے لیکچر ہوئے۔ حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خانؓ نے حضورؓ کا معرکہ آرا مضمون ویمبلے کانفرنس میں پڑھا جب کہ آپؓ خود بھی اس کانفرنس میں سٹیج پر اپنے رفقاء کے ساتھ جلوہ افروز تھے۔ اس مضمون میں غلامی، سُود اور تعدد ازدواج جیسے بہت سے پہلوؤں کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیان کیا گیا تھا اور حاضرین نے اسے بھرپور انہماک اور وجد کے عالم میں سنا۔ لیکچر کے بعد کانفرنس کے صدر، وہاں پر موجود لیکچرار، پروفیسر، اعلیٰ عہدیداران اور دیگر حاضرین نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ حضورؓ کا مضمون دیگر تمام مضامین کے مقابلہ میں بہترین تھا۔ کسی نے کہا کہ آج کے دن سے ایک نئے دور کا آغاز ہو گیا ہے تو کسی نے آپ کو اس زمانہ کا لوتھر کہا۔ غرض مبارکبادوں کا تانتا تھا جو آپؓ اور آپؓ کے رفقاء وصول کر رہے تھے۔

"ایک پادری منش نے کہا تین سال ہوئے مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ حضرت مسیح تیرا حواریوں کے ساتھ یہاں تشریف لائے ہیں اور اب میں دیکھتا ہوں کہ یہ خواب پورا ہو گیا۔" (تاریخ احمدیت، جلد 4، صفحہ 453)

پاک پروردگار کے حکم سے آپؓ کے حق میں عبدِ مکرم کے الفاظ بار بار پورے ہو رہے تھے نیز حضرت مسیح موعودؑ کی لندن میں تقریر کرنے والی رؤیا پوری ہو گئی، الحمدللہ۔

<u>ویمبلے کانفرنس کے موقع پر</u>

ایستادہ! چوہدری فتح محمد سیال صاحب۔ چوہدری علی محمد صاحب۔ حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ نائیجیریا۔ بابو عزیز دین صاحب۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی۔ کرنل تقی الدین صاحب۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب۔ سردار مصباح الدین صاحب۔ بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی۔ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر۔ چوہدری محمد شریف صاحب۔ ملک غلام فرید صاحب (مبلغ جرمنی و انگلستان)۔ ملک نواب الدین صاحب۔ غلام حسین صاحب بھنو۔ ماریشس مولوی مبارک علی صاحب بنگالی۔ کرسیوں پر! مولوی ذوالفقار علی خان صاحب گوہر۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری۔ لافش ہیر سیکرٹری ویمبلے کانفرنس۔ حافظ روشن علی صاحب۔ مولوی محمد دین صاحب (مبلغ امریکہ) حضرت مرزا شریف احمد صاحب۔ مولوی عبدالرحیم صاحب درد۔

اس کانفرنس کے بارے میں ڈیلی ایکسپریس اخبار نے "مشرق سے مقدس انسان" کی سرخی کے ساتھ اپنے 23 ستمبر 1924ء کے پرچہ میں لکھا:

ان نہایت ہی شاندار اجتماعوں میں سے جو کہ لنڈن میں کبھی قائم ہوئے ایک وہ شاندار مجمع تھا جو کل ایمپیریل انسٹی ٹیوٹ میں مذہبی کانفرنس کے افتتاح کے لیے منعقد ہوا۔ ...حاضرین میں سے ایک نہایت ہی ممتاز صورت ہز ہولی نس (حضرت) خلیفۃ المسیح الحاج میرزا بشیر الدین محمود احمد کی تھی جو کہ اسلامی سلسلہ احمدیہ کے امام ہیں۔ خلیفۃ المسیح برف کی مانند سفید دستار باندھے ہوئے تھے اورآپ کے ہمراہ تیرہ سیکرٹری تھے جو ہندوستان سے آپ کے ساتھ آئے ہیں۔ اور جن کی دستاریں سبز رنگ کی تھیں۔(الفضل، 20نومبر1924ء، صفحہ2)

مذہبی کانفرنس میں حضرت مصلح موعودؓ کی موجودگی کے حوالہ سے ایک اور اخبار نے لکھا:

ایک وجود جو نہایت ہی موجب دلچسپی ہے۔ خلیفۃ المسیح امام جماعت احمدیہ کا ہے۔ یہ سلسلہ ایک اسلامی تحریک ہے جو پچاس سال ہوئے۔ ہندوستان میں شروع ہوئی تھی۔ خلیفۃ المسیح 35 سال کی عمر کے ہیں۔ آپ کا چہرہ ہاتھی دانت کی طرح سفید ہے جس کے ساتھ گھنی سیاہ ڈاڑھی اس کی خوبصورتی اور خوشنمائی کو اور بھی بڑھاتی ہے۔ وہ ایک زبردست وفد لے کر آئے ہیں۔(الفضل،20نومبر1924ء، صفحہ2)

آئندہ آنے والے چند دنوں میں آپؓ کے یہ مضامین مختلف جگہوں پر پڑھے گئے: ہندوستان کے حالات حاضرہ اور اتحاد پیدا کرنے کے ذرائع، رسول کریم ﷺ کی زندگی اور تعلیم سے نوجوان بچے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

آپؓ کے اس مقدس سفر کی روحانی فتوحات وبرکات کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ اسی تسلسل میں یہاں آپؓ کی ایک اور رؤیا کے پورا ہونے کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ سفر یورپ کے ارادہ سے قبل بذریعہ رؤیا آپؓ کو پہلے سے دکھایا گیا کہ آپ سمندر کے کنارے انگلستان کے ایک مقام پر اترے ہیں اور چاروں طرف دیکھ رہے ہیں اور آپؓ کو آواز آئی 'ولیم دی کنکرر' (William the Conqueror) یعنی آپؓ کی انگلستان آمد سے روحانی فتح کی نوید سنائی گئی۔ یہ خواب کیسے پورا ہوا؟ اس کی تفصیل ذیل میں درج کی جارہی ہے:

> 2/اکتوبر کو حضور 'ولیم دی کنکرر' والی خواب کو پورا کرنے کے لیے خلیج میونسی پر پہنچے اور ایک کشتی لے کر اس مقام کی طرف تشریف لے گئے جہاں 'ولیم دی کنکرر' اترا تھا۔ حضور کشتی چھوڑ کر قریب ہی ایک مقام پر جس کا نام الیکرسی (لنگر گاہ) ہے کھڑے ہوئے اور خواب کی طرح اسی شکل و ہیئت میں ایک لکڑی پر دایاں پاؤں رکھ کر ایک فاتح جرنیل کی طرح چاروں طرف نظر کی۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کا بیان ہے کہ اس وقت آپ کے چہرہ پر جلال اور شوکت تھی اور اس کے ساتھ ایک ربودگی بھی تھی۔ اس کے بعد خاموشی کے ساتھ آپ نے دعا فرمائی۔ اس مقام کے پاس ہی ویلٹائن نام ایک برج سا ہے جس پر ایک توپ رکھی ہوئی تھی۔ حضور نے نماز قصر کرکے پڑھی اور اس میں بھی لمبی دعا کی اور زمین پر اکڑوں بیٹھ کر پتھر کے سنگریزوں کی مٹھیاں بھریں اور فرمایا۔ کسریٰ کے دربار میں ایک صحابی کو مٹی دی گئی تو صحابی نے مبارک فال لیا کہ کسریٰ کا ملک مل گیا اور لے کر رخصت ہوا۔ شہنشاہِ ایران نے آدمی بھیجے کہ وہ مٹی لے آئیں۔ مگر صحابی نے واپس نہ کی اور خدا نے بھی اس مبارک فال پر وہ سرزمین صحابہ کو دے دی۔ بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی اور درد صاحب نے ان سنگریزوں کی دو دو مٹھیاں بھر کر اپنی جیبوں میں ڈال لیں۔ یہاں سے فارغ ہوتے ہی بھائی جی کے دل میں ایک پُرزور تحریک ہوئی اور آپ نے بآوازِ بلند مبارکباد دی اور بہت جوش سے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ مصرع پڑھا ؎
>
> تو سچے وعدوں والا منکر کہاں کدھر ہیں؟
>
> (الفضل 20 نومبر 1924ء، صفحہ 5)

3/اکتوبر کو حضورؓ نے مذاہب عالم کے آخری اجلاس سے اردو میں خطاب فرمایا۔ ریویو آف ریلیجنز کے حوالہ سے مجلس شوریٰ منعقد فرمائی۔ اب حضورؓ کے لندن میں قیام کے چند روز باقی تھے۔ ہر دن کی نئی مصروفیات تھیں۔ آپؓ مسجد فضل لندن، جس کی بنیاد جلد بعد رکھی گئی، سے ملحقہ مکان پر تشریف لے گئے۔ یہاں دعا کی اور مسجد کی تعمیر کے منصوبہ پر گفتگو فرمائی۔ دارالامراء (House of Lords) اور دارالعوام (House of Commons) کے اجلاس دیکھے۔ نومسلموں کی تربیت اور تبلیغ کو کافی وقت دیا۔ غیر مسلم مرد وخواتین سے مختلف دلچسپی کے امور پر بات چیت کی۔

19/اکتوبر1924ء کو شام 4 بجے آپؓ نے باقاعدہ ایک مسلمان فرقے یا جماعت کی طرف سے بنائی جانے والی انگلستان کی سب سے پہلی مسجد 'مسجد فضل' کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اس بنیادی پتھر پر حضورؓ کے خط کا عکس کندہ ہے۔ سنگِ بنیاد رکھنے سے قبل ایک باقاعدہ تقریب میں حاضرین سے مسجد کی تعمیر کی غرض وغایت پر انگریزی میں خطاب فرمایا۔ اس

طرح حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور الہام پورا ہؤا۔

نصرت و فتح و ظفر تابست سال

حضرت اقدسؑ کا یہ الہام 4 جنوری اور 27 جنوری 1904ء کا ہے 1904 میں بیس سال جمع کرنے سے 1924 بنتا ہے۔ مذکورہ الہام میں 1924 کی طرف اشارہ ہے جب بیت فضل لندن کا قیام عمل میں آیا تھا۔ چنانچہ اب جو عظیم فتوحات کا سلسلہ شروع ہؤا ہے ان کا تعلق اسی مسجد سے ہے اور یہی سال طُلُوعِ الشَّمْسِ مِنَ الْمَغْرِبْ کا آغاز اور عالمی فتح و ظفر کی ابتدا ہے۔ (حاشیہ تذکرہ، صفحہ 419)

19/اکتوبر 1924ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ 62۔ میلر وز روڈ لندن میں مسجد فضل لندن کا سنگِ بنیاد رکھتے ہوئے

اس الہام میں سال 1924 کی طرف اشارہ ہے۔

اس پُر رونق تقریب میں انگلستان، جرمن، سروین، ہنگری، زیکو سلواکیا، لیتھوینیا، مصر، اٹلی، جاپان اور ہندوستان کے رہنے والے 200 سے زائد افراد نے شرکت کی جو مختلف قوموں اور مذاہب سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؓ نے انگریزی میں حاضرین سے خطاب میں فرمایا کہ اس مسجد کی تعمیر کا اصل مقصد خدا کی رضا حاصل کرنا اور خدا کے ذکر کو اس ملک میں بلند کرنا ہے نیز یہ کہ ان برکات سے یہاں کے لوگ بھی حصہ پائیں جو ہمیں ملی ہیں۔ اس مقام پر آپؓ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ 24/اکتوبر کو آپؓ نے مسجد فضل لندن میں پہلا جمعہ پڑھایا۔ اس سے اگلے دن آپؓ کی وطن واپسی تھی۔ اس موقع پر آپؓ نے فرمایا:

میرے نزدیک انگلستان کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ آسمان پر اس کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے اور اپنے وقت پر اس کا اعلان زمین پر بھی ہو جائے گا۔ دشمن ہنسے گا اور کہے گا یہ بے ثبوت دعویٰ تو ہر ایک کر سکتا ہے مگر اس کو ہنسنے دو کیونکہ وہ اندھا ہے اور حقیقت کو دیکھ نہیں سکتا۔ (تاریخ احمدیت، جلد 4، صفحہ 461)

حضرت مصلح موعود بیت الفضل لندن کے سنگِ بنیاد کے موقع پر نماز پڑھا رہے ہیں

25/اکتوبر کو حضورؓ لندن سے واپسی کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ قادیان سے دُوری کو قریباً ساڑھے تین ماہ گزر چکے تھے۔ اپنے وطن واپس لوٹنے کا انتظار اور خواہش آپؓ کے اس شعر سے واضح ہے ؎

آہ کیسی خوش گھڑی ہو گی کہ بانیل و مرام
باندھیں گے رختِ سفر کو ہم برائے قادیاں

لندن سے روانہ ہو کر مختصر قیام کے لیے قافلہ پیرس پہنچا، وہاں سے اٹلی اور وینس (اٹلی) سے 2 نومبر کو بذریعہ جہاز سفر اختیار کر کے 18 نومبر کو بمبئی کے ساحل پر اترا۔ دو دن کے قیام کے بعد آگرہ پہنچا۔ آگرہ میں آپ نے یہاں کے دارالتبلیغ (Mission House) میں تشریف لے جا کر نمازیں پڑھائیں جس کے بعد چند لوگوں نے بیعت کی۔ اگلے دن یہاں کے چند اہم مقامات، تاج محل اور ملکانہ تبلیغ کا بہت بڑا مرکز ساندھن دیکھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ ساندھن کے مقام پر بھی بہت سے لوگوں نے بیعت کی۔ قافلہ کی اگلی منزل دہلی تھی اور اس کے بعد انبالہ سے ہوتے ہوئے قافلہ بٹالہ پہنچا۔ ایک رات یہاں قیام کے بعد 24 نومبر 1924ء کو قادیان کے لیے روانہ ہوئے۔ جہاں جہاں بھی سٹیشنوں پر گاڑی رکی وہاں احباب کا مجمع مبارکباد اور خوش آمدید کے ساتھ استقبال کرتا۔

قافلہ کی قادیان دارالامان واپسی پر آپؓ کے عقیدت مندوں کا ایک ہجوم بستی سے بہت پہلے ہی جمع ہونا شروع ہو چکا تھا جس میں احبابِ جماعت کے علاوہ غیر احمدی، آریہ اور سکھ احباب بھی شامل تھے۔ استقبالیہ کمیٹی کے انتظامات قابل دید تھے۔ استقبالیہ مقام کو شامیانے لگا کر رنگ برنگی جھنڈیوں، خیر مقدمی اور دعائیہ قطعات سے سجایا گیا تھا۔ ایک خوبصورت سادروازہ بنایا گیا تھا جس پر اھلا و سھلا مرحبا کے الفاظ نمایاں تھے۔ آپ کامیاب و بامراد واپس لوٹے تھے، آپؓ کی موٹر پر سبز جھنڈا لہرا رہا تھا۔ آپ کا استقبال بھی پھولوں کے ہار پہنا کر ایک فاتح جرنیل کی طرح کیا گیا۔ آپؓ نے اس موقع پر سب کو شرف مصافحہ بخشا اور دعا کروائی۔ اور سب کے ساتھ پیدل قادیان کی طرف تشریف لے گئے۔ سب حاضرین سے ملنے کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے مزار پر جا کر دعا کی اور فرمایا کہ اگر جائز ہوتا تو میں یہ سارے پھول آپؑ کے مزار مبارک پر چڑھا دیتا کیونکہ یہ سب فتوحات آپؑ کی برکت سے ہی ملی ہیں۔ بہشتی مقبرہ سے نکل کر بستی میں داخل ہونے سے پہلے شہر میں داخل ہونے کی دعا پڑھی گئی۔ لنگر خانہ سے ہو کر احمدیہ چوک میں داخل ہو کر حضورؓ نے سارے مجمع کے ساتھ واپسی کی دعا پڑھی۔ اس کے بعد مسجد مبارک میں جا کر دو رکعت نفل باجماعت ادا کیے اور پھر اپنے گھر دارالمسیح تشریف لے گئے۔ آغاز کی طرح آپؓ نے اس سفر کا اختتام بھی دعاؤں کے ساتھ کیا۔

اس سفر کی ان مختصر جھلکیوں سے اس کی اہمیت، برکات اور اس سے حاصل ہونے والے ثمرات کا احاطہ کرنا ناممکن ہے لیکن یہ حقیقت ضرور آشکار ہوتی ہے کہ یہ سفر الٰہی منشا و تائید اور پیشگوئیوں کے عین مطابق پیش آیا۔ قریباً ساڑھے تین مہینے پر محیط اس سفر میں دنیا کے بہت سے ممالک میں آئندہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ کے بہت سے دَر کھلے اور اس میں خلافتِ احمدیہ کے سایہ تلے وقت کے ساتھ مسلسل وسعت آتی جا رہی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس سفر کے ابتدائی دنوں میں جب آپ بحری جہاز پر سوار تھے اپنے رفقاء سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ مجھے یقین ہے کہ یورپ میں اسلام بہت جلد عیسائیت پر غلبہ پالے گا لیکن اصل فکر اس بات کی ہے کہ یورپ کا تمدن اور ترقی، اور یہاں کے لوگوں کی دماغی ترقی کا کیسے مقابلہ کیا جائے۔ جو کسی قوم کے لباس اور تمدن کو اپنا لیتا ہے وہ اسی قوم میں سے شمار ہونے لگتا ہے۔ اصل مقصد اسلامی تمدّن کو ان غیر مسلم اقوام میں فروغ دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دورِ خلافت سے ہی لندن میں احمدیت متعارف ہو چکی تھی جب آپؓ کے ارشاد پر 1913ء میں حضرت چودھری فتح محمد سیالؓ بغرض تبلیغ تشریف لائے تھے جنہوں نے مئی 1914ء سے جماعت کے پہلے داعی کی حیثیت سے باقاعدہ تبلیغ کا کام شروع کیا۔ اس وقت سے لے کر اب تک خلفائے احمدیت کے زیرِ سایہ جماعت احمدیہ کو دن رات اللہ تعالیٰ کے فضل سے مغربی ممالک میں تو کیا ساری دنیا میں تبلیغ اور ایم ٹی اے کے ذریعہ سے اسلامی تمدن کے تعارف اور اس کو قائم کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو فریضۂ تبلیغ ادا کرنے اور حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام گھر گھر پہنچانے کی توفیق دے تا کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کی اس خواب کا مصداق بن سکیں جس کی تعبیر آپؑ نے یہ فرمائی تھی کہ **اگرچہ مَیں نہیں مگر میری تحریریں ان میں پھیلیں گی اور بہت سے راست باز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔**

مسجد فضل کے سنگ بنیاد پر ایک صدی مکمل ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 18/ اکتوبر 2024ء میں اس مسجد کی تاریخ بیان کی اور ہمیں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا رہنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

یہی اس مسجد کی تعمیر کی وجہ تھی کہ مغرب میں تبلیغِ اسلام ہو۔ آج ہم سَو سال پورا ہونے پر تقریب منعقد کر رہے ہیں مگر یہ کوئی دنیاوی تقریب نہیں۔ یہ مسجد وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے لوگ جمع ہوں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور آپس میں ایک دوسرے کے حق ادا کرنے والے ہوں۔ اپنی روحانی اصلاح بھی کریں، اپنے اخلاق بھی بلند کریں۔ آج ہمیں اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والے ہوں، اس کی مخلوق کے حق ادا کرنے والے بنیں۔ اگر ایسا ہو گا تو تب ہی ہم اس دنیا کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنانے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دشمنانِ حق سے خطاب

محمد ابراہیم سرور

چراغِ احمد تمہارے دَم سے نہ بجھ سکے گا خیال رکھنا ۔۔۔ لہو سے اپنے ہر ایک روشن اِسے کرے گا خیال رکھنا
سجاؤ بے شک ہزار مقتل ، الاؤ جتنے بھی تم جلا لو ۔۔۔ خدا کے کُن کا ہو گر اِشارہ نہ کچھ بچے گا خیال رکھنا
گراؤ مسجد ، اُکھاڑو کتبے ، لگاؤ آگیں ، مٹاؤ کلِمہ ۔۔۔ فدائے مہدی کوئی بھی ہرگز نہیں ڈرے گا خیال رکھنا
گرا دو جتنے منار ناداں! ہزار گنبد شہید کر دو ۔۔۔ عبادتوں سے کوئی بھی مومن نہیں رکے گا، خیال رکھنا
تمہارا شیوہ ہے ظلم کرنا،فساد کرنا، مگر یہ سن لو ۔۔۔ غضب سے رب کے کوئی بھی ظالم نہیں بچے گا،خیال رکھنا
خلیلی سُنت پہ ٹوکتے ہو ، مدد سے اپنوں کی روکتے ہو ۔۔۔ تمہارے مکروں سے اپنا جذبہ نہ مٹ سکے گا خیال رکھنا
لگاؤ پہرے کہ حج سے روکو یا گوشت چھینو، اسیر کر دو ۔۔۔ خدا ہے نیّت قبول کرتا جزائیں دے گا ، خیال رکھنا
ہے دَور جبر و ستم کا تیرے ، خدا اُڑائے گا مکر تیرے ۔۔۔ خدا شہیدوں کو اپنی قربت بہم کرے گا خیال رکھنا
دُعا سے کانٹے ہیں پھول بنتے، دعا سے شعلے بنیں گے شبنم ۔۔۔ ستم رسیدہ کی آہ ضائع نہ رب کرے گا خیال رکھنا
ہر ایک گولی سے تیز تر ہے، دعا ہی مومن کا بس تبر ہے ۔۔۔ دعا ہے مومن کا پہلا شیوہ ، دعا کرے گا خیال رکھنا
اے حکمرانو! دیے بجھا لو، ہے جتنی مرضی، پہ رب ہمارا ۔۔۔ ہر اِک کے بدلے ہزار ہم کو عطا کرے گا خیال رکھنا
شہید زندہ رہیں گے ہر دَم مگر یہ عقبیٰ میں حال ہوگا ۔۔۔ بنو گے ایندھن، ہمیں وہ کوثر عطا کرے گا خیال رکھنا
کہاں ہے ہامان تم بتاؤ ، کہاں ہے فرعون کی تعلّی ۔۔۔ جو اُن کی رہ پر چلے گا عبرت نشاں بنے گا خیال رکھنا
خموش ہے جو خدا کی لاٹھی، نہ تم پہ رحم و کرم کرے گی ۔۔۔ خدا ہمارا جلال والا ، وفا کرے گا خیال رکھنا
لگا لو جتنا بھی زور تُم سب مگر جماعت رہے گی غالب ۔۔۔ قبولِ حق سے کوئی بھی مخلص نہیں رُکے گا خیال رکھنا
ہر احمدی کی یہی ہے خواہش خدا کی رہ میں مٹا دے خود کو ۔۔۔ یہ جذبہ دل سے کبھی بھی سرور نہیں مٹے گا خیال رکھنا

اولوالعزم نے بار سارے اٹھائے

امۃ الباری ناصر

تھی رفتار میں بجلیوں کی سی تیزی ، جب اس نے سنبھالی زِمامِ خلافت
تسلسل ہے عہدِ مسیحا کا گویا ، ہے جاری و ساری نظامِ خلافت

وہ تھا ایک جُہدِ مسلسل کا رَسیا ، پہاڑوں سے اونچے تھے سب کارنامے
مگر سب سے ارفع یہ تھا کارنامہ ، جو محکم کیا تھا مقامِ خلافت

بہت دکھ اٹھائے بہت درد جھیلے ، جگر گویا زخموں سے چھلنی ہوُا تھا
اولوالعزم نے بار سارے اٹھائے ، مگر اونچا رکھا پیامِ خلافت

وہ تھا ’کل کا بچہ‘ مگر فضلِ ربّ نے ، تھمائی کلید اس کو فتح و ظفر کی
زمانے نے دیکھا وہ اک شیرِ نَر تھا ، جب آیا کہیں پر بھی نامِ خلافت

وہ سچا فدائی تھا ملت کا بر حق ، خدا اس پہ بارش کرے رحمتوں کی
لہو دے کے زندہ کیا دِیں کو اس نے ، وہ ٹھہرا ہے رازِ دوامِ خلافت

کریں اپنی نیکی کے معیار اونچے ،کہ مانا ہے ہم نے مسیحِ زماںؑ کو
دعا ہے کہ ہم اس بلندی کو چھولیں ، ہوُا جس غرض سے قیامِ خلافت

کر دیا ظلمت میں دینِ مصطفیٰؐ کو ضوفشاں

خواجہ عبدالمومن۔ ناروے

صد سالہ فضل مسجد یہ خدا کا ہے نشاں — جس کی رکھی تھی بنا محمود آقا نے یہاں
دیں کے پھیلانے کو بھیجے تھے مبلغ آپ نے — نورِ قرآں سے منور تا کریں سارا جہاں
آپ کی دل سے جو نکلیں ان دعاؤں کا ثمر — کر دیا ظلمت میں دین مصطفیٰؐ کو ضوفشاں
ایک گاؤں سے جو مہدیؑ کی اٹھی آواز تھی — گونجتی ہے اب جہاں بھر میں ندائے قادیاں
دل سے دیتا ہوں مبارک حضرت مسرور کو — جن کے خطبہ سے سنا سو سالہ مسجد کا بیاں